ائمہ اربعہ

ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کا

عقیدہ

تالیف:

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس

پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض

ترجمہ:

ابوہشام اعظمی

نظرثانی

مشتاق احمد کریمی

طباعت واشاعت: وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نحمده ونستعينه ونستهديه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا وسيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نِفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰه الَّذِىْ تَسَآءَ لُونَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾ (النساء: ۱)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيْداً ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾ (الأحزاب: ۷۰ تا ۷۱)

اما بعد: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصول دین کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ایک مفصل بحث تیار کی تھی، اور مقدمہ میں ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے عقیدے کی تلخیص بھی

شامل کر دی تھی، اس پر بعض فضلاء نے مجھ سے طلب کیا کہ ان تینوں ائمہ کا عقیدہ الگ سے ذکر کر دوں، لیکن میں نے ائمہ اربعہ کے عقیدے کے ذکر کی تکمیل کے پیشِ نظر یہ بات مناسب سمجھی کہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا اس کے ساتھ اس بحث کی بھی تلخیص شامل کر دوں جس میں میں نے توحید وتقدیر اور ایمان وصحابہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے عقیدے اور علم کلام کے بارے میں ان کے موقف کو بسط سے بیان کیا ہے۔

اللہ سے سوال ہے کہ وہ اس عمل کو اپنی ذات کے لئے خالص بنائے اور ہم سب کو اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی سنت پر چلنے کی توفیق دے، اور اللہ قصد کے پیچھے ہے، اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس

پہلا مبحث

اس بات کا بیان کہ ایمان کے علاوہ اصول دین کے باقی مسائل میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ ایک ہے

چاروں ائمہ - ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ - کا عقیدہ وہی ہے جسے کتاب وسنت نے بیان کیا ہے اور جس پر صحابہ اور ان کے تابعین کرام تھے، الحمد للہ ان ائمہ اربعہ کے درمیان اصول دین میں کوئی نزاع نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانے میں متفق ہیں، اور اس پر بھی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور اس پر بھی کہ ایمان میں دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے، اور یہ لوگ اہل کلام جہمیہ وغیرہ پر نکیر کرتے تھے جو یونانی فلسفہ اور کلامی مذاہب سے متاثر تھے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں:

"........لیکن بندوں پر اللہ کی یہ رحمت ہے کہ جن ائمہ کیلئے امت کے اندر زبان صدق ہے۔ جیسے ائمہ اربعہ وغیرہ...... یہ ائمہ اہل کلام یعنی جہمیہ پر قرآن وایمان اور صفات رب کے بارے میں ان کے اعتقادات پر تنقید کرتے تھے اور سلف کی اس بات پر متفق تھے کہ اللہ آخرت میں دیکھا جائے گا، اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور ایمان میں دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے"[1]

اور یہ بھی کہتے ہیں: مشہور ائمہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت

....

[1] کتاب الایمان ص: ۳۵۰، ۳۵۱، دار الطباعۃ المحمدیہ، تعلیق: محمد الہراس۔

مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو آخرت میں دیکھا جائے گا، یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب ہے، اور یہی ان کے تابعین کرام رحمہم اللہ، یعنی اہل بیت وغیرہ کا مذہب ہے، اور یہی ائمہ متبوعین مثلاً مالک بن انس، ثوری، لیث بن سعد، اوزاعی، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے [1] ۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے امام شافعی رحمہ اللہ کے عقیدہ کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا:

"امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور سلف امت جیسے مالک، ثوری، اوزاعی، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا عقیدہ وہی ہے جو ان لوگوں کا عقیدہ ہے جنکی اقتدا کی جاتی ہے مثلاً فضیل بن عیاض، ابوسلیمان دارانی اور سہل بن عبداللہ تستری وغیرہ، کیونکہ ان ائمہ میں اور ان جیسے اہل علم میں اصول دین کے اندر کوئی نزاع نہیں ہے، اور یہی معاملہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ہے، کیونکہ توحید اور تقدیر وغیرہ میں ان سے جو عقیدہ ثابت ہے وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور ان لوگوں کا عقیدہ وہی ہے جس پر صحابہ اور ان کے تابعین باحسان تھے، اور وہ وہی عقیدہ ہے جس کو کتاب وسنت نے بیان کیا ہے" [2] ۔

یہی بات علامہ صدیق حسن خان نے بھی اختیار کی ہے، وہ کہتے ہیں:

....

[1] منہاج السنۃ ۲/۱۰۶۔

[2] مجموع الفتاویٰ ۵/۲۵۶۔

"ہمارا مذہب اور سلف کا مذہب یہ ہے کہ اثبات بلا تشبیہ اور تنزیہ بلا تعطیل۔
اور یہی ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، ثوری، ابن مبارک اور امام احمد وغیرہ
کا مذہب ہے، ان ائمہ کے درمیان اصول دین کے بارے میں کوئی نزاع
نہیں ہے، اور اسی طرح ابوحنیفہ - رضی اللہ عنہ - کیونکہ ان سے جو عقیدہ ثابت ہے
وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور یہ وہی عقیدہ ہے جسے کتاب وسنت
نے بیان کیا ہے"[1]۔

لیجئے! چاروں ائمہ متبوعین: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد اصول دین کے
مسائل میں عقیدہ رکھتے ہیں، اور علم کلام کے بارے میں ان کا جو موقف ہے ان
کے تعلق سے ان کے اقوال کا ایک مجموعہ ملاحظہ فرمایئے۔!

....

[1] قطف الثمر ص ۴۷، ۴۸۔

دوسرا مبحث

امام ابوحنیفہ کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال:

اولاً: اللہ کی توحید، شرعی توسل کے بیان اور بدعی توسل کے ابطال کے بارے میں ان کا عقیدہ:

(۱) ابوحنیفہ نے کہا: " کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے، اور جس دعا کی اجازت ہے اور جس کا حکم ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے: ﴿وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوا بِهَا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُونَ فِیْٓ اَسْمَآئِهٖ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوا یَعْمَلُونَ﴾ (الأعراف: ۱۸۰).

"اور اللہ کے اچھے نام ہیں، پس اسے انہیں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں، انہیں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا جلد ہی بدلہ دیا جائے گا"[۱]

(۲) ابوحنیفہ نے کہا: " مکروہ ہے کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں بحق فلاں، یا بحق انبیاء ورسل تیرے، یا بحق بیت حرام ومشعر حرام تجھ سے سوال کرتا ہوں۔"[۲]۔

....

[۱] الدر المختار مع حاشیۃ رد المحتار ۶/ ۳۹۶، ۳۹۷۔ [۲] شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص: ۲۳۴

(۳) اور ابوحنیفہ نے کہا: " کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے، اور میں یہ بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطے سے [۱]، یا بحق تیری مخلوق کے۔" [۲]

ثانیاً: صفات کے اثبات اور جہمیہ کے رد میں ان کا قول:

(۴) اور انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات سے متصف نہیں کیا جا سکتا، اسکا غضب اور اسکی رضا بلا کیف اسکی صفات میں دو صفتیں ہیں، اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا قول ہے۔ وہ غضبناک ہوتا اور راضی ہوتا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس کا غضب اس کی عقوبت ہے، اور اسکی رضا اس کا ثواب ہے۔ اور ہم

....

= اتحاف السادۃ المتقین ۲/ ۲۸۵، شرح الفقہ الأکبر ملا علی قاری ص: ۱۹۸۔

[۱] امام ابوحنیفہ اور محمد نے یہ بات مکروہ قرار دی ہے کہ آدمی اپنی دعا میں یہ کہے کہ ''اے اللہ! میں تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں'' کیونکہ اس کی اجازت کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے، البتہ ابو یوسف نے اس کو جائز کہا ہے، کیونکہ انہیں سنت سے اس کی نص مل گئی تھی، جس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعا یہ تھی: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہوں اور تیری کتاب کی منتہائے رحمت کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں''۔ اس حدیث کو بیہقی نے کتاب الدعوات الکبیر میں روایت کیا ہے، جیسا کہ بنایہ ۹/۳۸۲ اور نصب الرایہ ۴/۲۷۲ میں ہے، مگر اس کی سند میں تین خامیاں ہیں: (۱) داؤد بن عاصم نے ابن مسعود سے نہیں سنا ہے۔ (۲) عبدالملک بن جریج مدلس ہے اور ارسال کرتا ہے۔ (۳) عمر بن ہارون جھوٹ کے ساتھ متہم ہے، اسی لئے ابن جوزی نے کہا ہے، جیسا کہ بنایہ ۹/۳۸۲ میں ہے کہ یہ حدیث بلا شبہ موضوع ہے اور اس کی سند رائیگاں ہے۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ دیکھئے تہذیب التہذیب ۳/ ۱۸۹، ۶/ ۴۰۵، ۷/ ۱۰۵ تقریب التہذیب ۱/ ۵۲۰۔ [۲] التوسل والوسیلۃ ص ۱۸۲ اور دیکھئے شرح الفقہ الأکبر ص ۱۹۸۔

اس کو ویسے ہی متصف کریں گے جیسے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ وہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے، اور نہ اسکا کوئی ہمسر ہے۔ وہ زندہ ہے، قادر ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے، عالم ہے، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، اور اسکی مخلوق کے ہاتھ جیسا نہیں۔ اور اسکا چہرہ اس کی مخلوق کے چہرے جیسا نہیں ہے۔[1]

(۵) اور کہا کہ: "اس کے لئے ہاتھ اور چہرہ اور نفس ہے، جیسا کہ اللہ نے اسے قرآن میں ذکر کیا ہے، اور جس چیز کو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ اور نفس کا ذکر تو وہ بلا کیف اسکی صفات ہیں۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اسکی قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس میں صفت کا ابطال ہے، اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا قول ہے"۔[2]

(٦) اور کہا کہ: "کسی کیلئے درست نہیں ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں کچھ بھی بولے، بلکہ اس کو اسی وصف سے متصف کرے جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اس کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ نہ کہے، اللہ رب العالمین بابرکت اور بلند تر ہے"۔[3]

....

[1] الفقہ الأبسط ص ۵٦ ۔

[2] الفقہ الأبسط ص ۳۰۲ ۔

[3] شرح العقیدہ الطحاویۃ (۲/ ۴۲۷) تحقیق د۔عبداللہ ترکی، جلاء العینین ص ۳٦۸ ۔

(۷) اور جب نزول الٰہی کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: "وہ بلا کیف نازل ہوتا ہے"۔ [1]

(۸) اور ابوحنیفہ نے کہا: "اللہ تعالیٰ اوپر کی جانب (توجہ کر کے) پکارا جائے گا، نیچے سے نہیں، کیونکہ ہونا ربوبیت اور الوہیت کے وصف سے کوئی تعلق نہیں رکھتا"۔ [2]

(۹) اور کہا کہ: "وہ غصہ ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے، مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا غصہ اس کی عقوبت ہے، اور اسکی رضا اس کا ثواب ہے"۔ [3]

(۱۰) اور کہا کہ: "وہ اپنی مخلوق کی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے مشابہ نہیں، اور اپنی مخلوق کے بھی مشابہ نہیں۔ وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا"۔ [4]

(۱۱) اور کہا کہ: "اسکی صفات مخلوق کی صفات کے برخلاف ہیں۔ جانتا ہے مگر ہمارے جاننے کی طرح نہیں۔ وہ قدرت رکھتا ہے مگر ہمارے قدرت رکھنے کی طرح نہیں۔ وہ دیکھتا ہے مگر ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں۔ سنتا ہے مگر ہمارے سننے

....

[1] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث ص ۴۲، طبع دار السّلفیہ، الأسماء والصفات بیہقی ص ۴۵۶، کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۲۴۵، بتخریج البانی، شرح الفقہ الأکبر للقاری ص ۶۰۔

[2] الفقہ الأبسط ص ۵۱۔ [3] الفقہ الأبسط ص ۵۶، کتاب کے محقق کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ [4] الفقہ الأکبر ص ۳۰۱۔

کی طرح نہیں۔ وہ بولتا ہے مگر ہمارے بولنے کی طرح نہیں"۔ [1]

(۱۲) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا"۔ [2]

(۱۳) اور کہا کہ: "جس نے اللہ کو بشر کے معنوں میں کسی معنی کے ساتھ متصف کیا اس نے کفر کیا"۔ [3]

(۱۴) اور کہا کہ: "اللہ کی ذاتی اور فعلی صفت ہیں۔ ذاتی صفات حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر اور ارادہ ہیں۔ اور فعلی صفات یہ ہیں: پیدا کرنا، روزی دینا، موجود کرنا، بغیر سابقہ مادہ اور نمونہ کے کسی چیز کو وجود میں لانا، بنانا اور دیگر صفات فعل۔ اور وہ اپنے اسماء وصفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا"۔ [4]

(۱۵) اور کہا کہ: "وہ اپنے فعل کے ہمیشہ سے کرنے والا رہا ہے، اور فعل ازلی صفت ہے، اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور فعل ازلی صفت ہے، اور مفعول مخلوق ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق نہیں ہے"۔ [5]

---

[1] الفقہ الأکبر ص ۳۰۲ ۔

[2] الفقہ الأبسط ص ۵٦ ۔

[3] العقیدۃ الطحاویۃ بتعلیق الألبانی ص ۲۵ ۔

[4] الفقہ الأکبر ص ۳۰۱ ۔

[5] الفقہ الأکبر ص ۳۰۱ ۔

(١٦) اور کہا کہ: "جو شخص یہ کہے کہ میں اپنے رب کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں، اس نے کفر کیا۔ اور ایسے ہی وہ شخص بھی جو یہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں"۔[١]

(١٧) اور ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ جس رب کی آپ عبادت کرتے ہیں وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین میں نہیں آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ کا یہ قول ہے کہ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ (الحدید:۴) (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو"۔[٢]

(١٨) اور کہا کہ: "اسی طرح اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے، لیکن اس کی مخلوق کے ہاتھوں کی طرح نہیں ہے"۔[٣]

(١٩) اور کہا کہ: "بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین میں نہیں، آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ کا جو قول ہے کہ ﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو"۔[۴]

....

[١] الفقہ الأبسط ص ۴٦۔ اور اسی کے مثل شیخ الإسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ ۵/ ۴۸ میں، ابن القیم نے اجتماع الجیوش الإسلامیۃ ص ١٣٩ میں، ذہبی نے العلوص ١٠١، ١٠٢ مین، ابن قدامہ نے العلوص ١١٦ میں، اور ابن ابی العز نے الطحاویۃ ص ٣٠١ میں نقل کیا ہے۔

[٢] الأسماء والصفات ص ۴٢٩ ۔[٣] الفقہ الأبسط ص ۵٦ ۔ [۴] الاسماء والصفات ٢/ ١٧٠

(۲۰) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا تب بھی وہ متکلم تھا"۔[۱]

(۲۱) اور کہا کہ: "وہ اپنے کلام کے ساتھ متکلم تھا اور کلام اسکی ازلی صفت ہے"۔[۲]

(۲۲) اور کہا کہ: "وہ کلام کرتا ہے، مگر ہمارے کلام کی طرح نہیں"۔[۳]

(۲۳) اور کہا کہ: "موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسىٰ تَكْلِيْماً** ﴾(النساء: ١٦٤) (اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا) اور اس نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا تب متکلم تھا"۔[۴]

(۲۴) اور کہا کہ: "قرآن اللہ کا کلام ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، اور نبی ﷺ پر نازل کیا گیا ہے"۔[۵]

(۲۵) اور کہا کہ: "قرآن غیر مخلوق ہے"۔[۶]

---

۱ الفقہ الأکبر ص۳۰۲۔

۲ الفقہ الأکبر ص۳۰۱۔

۳ الفقہ الاکبر ص۳۰۲۔

۴ الفقہ الأکبر ص۳۰۲۔

۵ الفقہ الأکبر ص۳۰۱۔

۶ الفقہ الأکبر ص۳۰۱ ۔

ب: تقدیر کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال:

(۱) ایک آدمی امام ابوحنیفہ کے پاس آکر تقدیر کے بارے میں ان سے مجادلہ کرنے لگا، انہوں نے کہا: تم کو معلوم نہیں کہ تقدیر میں غور وخوض کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی سورج کی آنکھوں میں نظر کر رہا ہو، وہ جس قدر زیادہ نظر کرے گا اس کی حیرت زیادہ ہوگی"۔[۱]

(۲) امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ازل میں اشیاء کو ان کے ہونے سے پہلے جانتا تھا"۔ [۲]

(۳) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ معدوم کو اسکے عدم کی حالت میں بحیثیت معدوم جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ جب وہ اسکو موجود کرے گا تو کیسے ہوگا، اور اللہ تعالیٰ موجود کو اس کے وجود کی حالت میں موجود جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا فنا کیسے ہوگا"۔ [۳]

(۴) اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ''اس کی (مقررہ) تقدیر لوح محفوظ میں ہے''۔ [۴]

....

[۱] قلائدعقود العقیان (ورقہ-۷۷-ب)۔

[۲] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۲، ۳۰۳ ۔

[۳] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۲، ۳۰۳ ۔

[۴] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۲ ۔

(۵)اور کہا کہ:" ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ وہ لکھے، قلم نے کہا: اے رب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ **وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ☆ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ** ﴾(القمر: ۵۲، ۵۳) (اور ہر چیز جو انہوں نے کی ہے صحیفوں کے اندر ہے۔اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے)"۔ [۱]

(٦)اور امام ابوحنیفہ نے کہا:" دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اللہ کی مشیئت کے بغیر نہ ہوگی"۔ [۲]

(۷) اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ:" اللہ نے چیزیں بغیر کسی چیز کے پیدا کیں"۔ [۳]

(۸)اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا"۔ [۴]

(۹) اور کہا کہ "ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال، اقرار اور معرفت کے ساتھ مخلوق ہے، چنانچہ جب فاعل مخلوق ہے تو اس کے افعال بدرجہ اولیٰ مخلوق ہیں"۔ [۵]

....

[۱] الوصیۃ مع شرحہا ص۲۱ ۔

[۲] الفقہ الأکبر ص۳۰۲ ۔

[۳] الفقہ الأکبر ص۳۰۲ ۔

[۴] الفقہ الأکبر ص۳۰۴ ۔

[۵] الوصیۃ مع شرحہا ص۱۴ ۔

(۱۰) اور کہا کہ " حرکت وسکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے، اور یہ کل کے کل اس کی مشیئت ، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اسکی تقدیر سے ہیں۔" [1]

(۱۱) اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: " حرکت وسکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال حقیقۃ ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ کل کے کل اللہ تعالیٰ مشیئت ، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہیں۔ اور طاعتیں کل کی کل اللہ کے حکم، اس کی پسند، اسکی رضا، اس کے علم، اس کی مشیئت ، اس کے فیصلے اور اسکی تقدیر سے واجب تھیں۔ اور معاصی کل کی کل اللہ کے علم، اس کے فیصلے، اس کی تقدیر اور اس کی مشیئت سے ہیں، لیکن اسکی پسند، اسکی رضا اور اس کے حکم سے نہیں ہیں۔" [2]

(۱۲) اور کہا کہ: " اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کفر اور ایمان سے سالم پیدا کیا (۳) پھر انہیں مخاطب کیا اور حکم دیا اور منع کیا۔ پھر جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل اور انکار اور حق کو نہ ماننے کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے توفیقی کے نتیجہ میں کفر کیا۔ اور جو ایمان لے آیا وہ اپنے فعل اور اقرار اور تصدیق کے سبب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسکی نصرت سے ایمان لے آیا۔" [4]

---

[1] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۳ ۔ [2] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۳ ۔

[3] صحیح یہ ہے کہ اللہ نے مخلوق کو فطرت اسلام پر پیدا کیا، جیسا کہ خو ابوحنیفہ اپنے آئندہ قول میں بیان کر رہے ہیں۔ [4] الفقہ الأ کبر ص ۳۰۲، ۳۰۳ ۔

(۱۳) اور کہا کہ: "اس نے آدم کی ذریت کو ان کی پشت سے چیونٹیوں کی صورت میں نکالا اور انہیں عقلمند بنایا، پھر ان کو مخاطب کیا، اور انہیں ایمان کا حکم دیا، اور کفر سے منع کیا، اس پر انہوں نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا، چنانچہ یہ ان کی طرف سے ایمان تھا، اور وہ اسی فطرت پر پیدا کئے جاتے ہیں، اب جو کفر کرتا ہے تو اسکے بعد کفر کرتا ہے اور تغیر و تبدیلی کرتا ہے اور جو ایمان لاتا اور تصدیق کرتا ہے تو وہ اس پر ثابت اور برقرار رہتا ہے"۔ [1]

(۱۴) اور کہا کہ: "وہی ہے جس نے چیزیں مقدر کیں اور ان کا فیصلہ کیا، اور دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اسکی مشیئت، اسکے علم، اس کے فیصلے اور اسکی تقدیر کے بغیر نہیں ہوتی، اور اسے اس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے"۔ [2]

(۱۵) اور کہا کہ "اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو کفر یا ایمان پر مجبور نہیں کیا ہے، بلکہ انہیں اشخاص پیدا کیا ہے، اور ایمان اور کفر بندوں کا فعل ہے، اور جو کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو حالت کفر میں کافر جانتا ہے، پھر اس کے بعد جب وہ ایمان لاتا ہے تو جب اسکو مومن جانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے، مگر اس کے بغیر کہ اس کے علم میں کوئی تبدیلی ہو"۔ [3]

....

[1] الفقہ الأکبر ص۳۰۲ ۔

[2] الفقہ الأکبر ص۳۰۲ ۔

[3] الفقہ الأکبر ص۳۰۳ ۔

ج: ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال:

(۱) اور کہا کہ: "ایمان اقرار اور تصدیق ہے"۔ [۱]

(۲) اور کہا کہ: "ایمان، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے، تنہا اقرار ایمان نہیں" (۲) اسے طحاوی نے ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ اجمعین سے نقل کیا ہے"۔ [۳]

(۳) اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: "ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے"۔ [۴]

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے ایمان کے زیادہ اور کم نہ ہونے کی جو بات کہی ہے اور ایمان کے مسمی کے بارے میں جو بات کہی ہے کہ وہ دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے، اور عمل حقیقت ایمان سے خارج ہے۔

تو ان کی یہی بات ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقیدے اور بقیہ تمام ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، احمد، اسحاق، بخاری وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین کے عقیدے کے درمیان وجہ فرق ہے، اور حق انہی ائمہ کے ساتھ، اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول حق سے الگ تھلگ ہے، لیکن دونوں حالتوں میں انہیں اجر ہے۔ اور ابن عبدالبر اور ابن ابی العز نے کچھ ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ

---

[۱] الفقہ الأکبر ص۳۰۴۔
[۲] کتاب الوصیۃ مع شرحہا ص۲۔
[۳] الطحاویۃ مع شرحہا ص۳۶۰۔
[۴] کتاب الوصیۃ مع شرحہا ص۳

چلتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم۔ [1]

د-صحابہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول:

(۱) امام ابوحنیفہ نے کہا: "ہم صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی ذکر نہیں کرتے مگر خیر ہی کے ساتھ"۔ [2]

(۲) اور کہا: "ہم صحابہ رسول ﷺ میں سے کسی سے بھی براءت اختیار نہیں کرتے، اور کسی کو چھوڑ کر کسی سے موالات نہیں کرتے"۔ [3]

(۳) اور کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کا ایک ساعت کے لئے قیام، ہم میں سے ایک کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے، چاہے وہ عمر لمبی ہی کیوں نہ ہو"۔ [4]

(۴) اور کہا کہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ، پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سب پر اللہ کی رضا ہو"۔ [5]

(۵) اور کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں، اس کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب سے رک جاتے ہیں، اور صرف اچھائی کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں"۔ [6]

....

[1] التمہید لابن عبدالبر ۹/۲۴۷، شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۳۹۵۔ [2] الفقہ الأکبر ص ۴۰۴۔ [3] الفقہ الأبسط ص ۴۰۔ [4] مناقب ابی حنیفۃ از مکی ص ۲۶۔ [5] الوصیۃ مع شرحہا ص ۱۴۔ [6] النور اللامع (ورقہ ۔۱۱۹۔ب) میں ان سے مذکور ہے۔

ھ۔ دین میں کلام وخصومات سے ان کی ممانعت:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: " بصرہ میں اہواء والے بہت ہیں، میں وہاں بیس سے زیادہ مرتبہ گیا، اور بسا اوقات یہ سمجھ کر ایک سال یا اس سے کچھ کم وبیش ٹھہرا رہا کہ علم کلام بڑا جلیل علم ہے"۔[۱]

(۲) اور کہا کہ: " میں علم کلام میں نظر رکھتا تھا، یہاں تک کہ اس درجے کو پہنچ گیا کہ اس فن میں میری انگلیوں سے اشارے کئے جانے لگے، اور ہم حماد بن ابی سلیمان کے حلقے کے قریب بیٹھا کرتے تھے، ایک دن میرے پاس ایک عورت نے آکر کہا کہ ایک آدمی ہے، اسکی ایک بیوی ہے جو لونڈی ہے، وہ اسے سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے، کتنی طلاق دے؟ مجھے سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا کہوں، میں نے اسے حکم دیا کہ وہ حماد سے پوچھے، پھر پلٹ کر آئے اور مجھے بتائے، اس نے حماد سے پوچھا، حماد نے کہا: اسے حیض اور جماع سے پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ رکھے یہاں تک کہ اسے دو حیض آجائیں، پھر جب وہ غسل کرلے تو نکاح کرنے والوں کے لئے حلال ہوگئی۔ اس نے واپس آکر مجھے خبر دی، میں نے کہا: مجھے علم کلام کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے اپنا جوتا لیا، اور حماد کے پاس آبیٹھا"۔[۲]

---

[۱] مناقب ابی حنیفہ للکردی ص ۱۳۷۔

[۲] تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۳۔

(۳) اور وہ کہتے ہیں کہ: "اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ علم کلام میں جو چیز مفید نہیں اس کی بابت گفتگو کا دروازہ اسی شخص نے کھولا ہے" [۱]

اور ان سے ایک آدمی نے پوچھا اور کہا کہ اعراض واجساد کے متعلق گفتگو کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ ایجاد کرلیا ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: "وہ تو فلاسفہ کے مقالات ہیں، تم اثر اور طریق سلف کو لازم پکڑو، اور اپنے آپ کو ہر ایجاد کردہ چیز سے بچاؤ، کیونکہ وہ بدعت ہے"۔ [۲]

(۴) حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس میرے والد رحمہ اللہ داخل ہوئے، اور میرے پاس اہل کلام کی ایک جماعت تھی، اور ہم ایک باب میں بحث کررہے تھے، اور ہماری آوازیں اونچی ہوگئی تھیں، جب میں نے گھر میں ان کی آہٹ سنی تو ان کی جانب نکلا، انہوں نے کہا: اے حماد! تمہارے پاس کون ہیں؟ میں نے کہا: فلان، فلان اور فلان۔ میرے پاس جو لوگ تھے میں نے ان کا نام لیا۔ انہوں نے کہا اے حماد! علم کلام چھوڑ دو (حماد کہتے ہیں) میں نے اپنے باپ کو کبھی خلط ملط کرنے والا نہیں پایا تھا، اور نہ ان میں سے پایا تھا جو کسی بات کا حکم دیتے ہوں، پھر اس سے منع کرتے ہوں، اس لئے میں نے ان سے کہا: ابا جان! کیا آپ مجھے اس کا حکم نہیں دیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: بیٹے! کیوں

---

[۱] ذم الکلام للہروی ۲۸ تا ۳۱ ۔

[۲] ذم الکلام للہری (۱۹۴/ب) ۔

نہیں ۔لیکن آج تم کو اس سے منع کرتا ہوں ۔ میں نے کہا : کیوں ؟ انہوں نے کہا : اے بیٹے ! یہ لوگ جو علم کلام کے ابواب میں اختلاف کئے بیٹھے ہیں ، جنہیں تم دیکھ رہے ہو ، یہ ایک ہی قول اور ایک ہی دین پر تھے ، یہاں تک کہ شیطان نے ان کے درمیان کچوکا مارا ، اور ان میں عداوت واختلاف ڈال دیا ، اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے .... " ۔ ۱

(۵) ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے کہا : " تم اصول دین یعنی کلام کے بارے میں عام لوگوں سے گفتگو کرنے سے بچ کر رہنا ، کیونکہ یہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے ، اور اسی میں پھنس جائیں گے " ۔ ۲

اصول دین کے مسائل میں ان - رحمہ اللہ - کا جو عقیدہ تھا اور علم کلام اور متکلمین کے بارے میں ان کا جو موقف تھا ، ان کے بارے میں موصوف کے اقوال کا یہ ایک مجموعہ ہے ۔

....

۱ مناقب ابی حنیفہ للمکی ص۱۸۳، ۱۸۴ ۔

۲ مناقب ابی حنیفہ للمکی ص۳۷۳ ۔

تیسرا مبحث

امام مالک بن انس کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں ان کے اقوال:

(۱) ہروی رحمہ اللہ نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے کلام وتوحید کے بارے میں پوچھا گیا تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: "محال ہے کہ نبی ﷺ کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ آپ نے اپنی امت کو استنجاء تو سیکھا دیا، توحید نہیں سکھائی، توحید وہی ہے جسے نبی ﷺ نے فرمایا: "**اُمِـــرْتُ اَنْ اُقَـاتِـلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُولُوا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ** "(۱) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ اِلّا اللہ کہیں۔ لہٰذا جس سے مال اور خون کی حفاظت ہوتی ہو وہی توحید کی حقیقت ہے"۔ [2]

....

[1] بخاری کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (۳/۲۶۲) حدیث نمبر (۱۳۹۹) مسلم: کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ (۱/۵۱) حدیث نمبر ۳۲۴، نسائی کتاب الزکاۃ، باب مانع الزکاۃ (۵/۱۴) حدیث نمبر ۲۴۴۳ سب نے عبید اللہ بن عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے کتاب الجہاد، باب علی ما یقاتل المشرکون (۳/۱۰۱) حدیث نمبر (۲۶۴۰) میں ابو صالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

[2] ذم الکلام (ورقہ۔۲۱۰)۔

(۲) دارقطنی نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے، کہا کہ میں نے مالک، ثوری، اوزاعی اور لیث بن سعد رحمہم اللہ سے صفات سے متعلق احادیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزار دو۔ [1]

(۳) ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ کو قیامت کے دن دیکھا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ☆ اِلىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ (القیامۃ: ۲۲) ''بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے''۔

اور ایک دوسری قوم کے بارے میں فرمایا: ﴿ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ (المطففین: ۱۵) "ہرگز نہیں۔" بے شک وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے پردے میں ڈال دئے گئے ہوں گے"۔ [2]

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ترتیب المدارک (۳) میں ابن نافع (۴) اور

....

[1] اس اثر کو دارقطنی نے صفات ص ۷۵ میں، آجری نے الشریعۃ ص ۳۱۴ میں، بیہقی نے الاعتقاد ص ۱۱۸ میں، ابن عبدالبر نے التمہید (۷/ ۱۴۹) میں روایت کیا ہے۔ [2] الانتقاء ص ۳۶۔ [3] (۴۲/۲)۔ [4] امام مالک سے ابن نافع نام کے دو آدمی روایت کرتے ہیں، پہلا عبداللہ بن نافع بن ثابت زبیری ابوبکر مدنی ہے، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ''وہ صدوق ہے''، ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ دوسرا عبداللہ بن نافع بن ابی نافع مخزومی، مولائے بنی مخزوم، ابومحمد مدنی، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ''وہ ثقہ صحیح الکتاب ہے، اس کے حفظ میں نرمی (کمزوری) ہے، ۲۰۶ھ اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وفات پائی''۔ تقریب التہذیب (۱/ ۴۵۵، ۴۵۶)، تہذیب التہذیب (۶/ ۵۰، ۵۱)۔

اشہب (۱) رحمہما اللہ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ اور یہ ایک دوسرے پر اضافہ کرتے ہیں۔ کہ اے ابوعبداللہ! ﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ☆ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ "بہت سے چہرے تر وتازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے"۔

تو کیا وہ اللہ کو دیکھیں گے؟ انہوں نے کہا ہاں، انہی دونوں آنکھوں سے۔ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ اللہ کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اور ناظرہ کا معنی یہ ہے کہ وہ ثواب کے منتظر ہوں گے۔ انہوں نے کہا: وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ اللہ کو دیکھا جائے گا، کیا تم نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ ﴿ رَبِّ اَرِنِىْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ﴾ (۲) "اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ میں تجھے دیکھوں۔"

کیا تم سمجھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے محال چیز کا سوال کیا تھا۔ پھر اللہ نے فرمایا تھا: ﴿ لَنْ تَرَانِىْ ﴾ (۳) "تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔" یعنی دنیا میں، کیونکہ یہ دار فناء ہے، اور باقی رہنے والی چیز فنا ہونے والی چیز سے نہیں دیکھی جاسکتی ہے۔ البتہ جب لوگ دار البقاء میں چلے جائیں گے تو باقی رہنے والی

....

۱؎ یہ اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیسی ابوعمر مصری ہے، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ''ثقہ اور فقیہ'' ہے۔ ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ تقریب التہذیب (۱/۸۰) اور اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب (۱/۳۵۹) میں ملاحظہ ہو۔

۲؎ الاعراف: ۱۴۳۔

۳؎ المطففین: ۱۵۔

چیز سے باقی رہنے والی چیز کو دیکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ "ہرگز نہیں۔" بے شک وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے پردے ڈال دئے گئے ہوں گے۔"

(۴) اور ابونعیم نے جعفر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابوعبداللہ ﴿ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ "رحمٰن عرش پر مستوی ہوا" کیسے مستوی ہوا؟ تو مالک رحمہ اللہ کو کسی بات پر اتنا غصہ نہیں آیا تھا جتنا کہ اس سوال سے آیا۔ انہوں نے زمین کیطرف دیکھا اور ان کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس سے کرید نے لگے، یہانتک کہ ان پر پسینہ چھا گیا، پھر سر اٹھایا، لکڑی پھینک دی، اور فرمایا: اسکی کیفیت سمجھ سے بالا ہے، اور اس کا استواء مجہول نہیں ہے، اور اس پر ایمان واجب ہے، اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، اور میں تمہیں صاحب بدعت سمجھتا ہوں، اور اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا۔ [1]

(۵) اور ابونعیم نے یحیٰ بن ربیع سے روایت کی ہے کہ میں نے مالک بن

....

[1] حلیہ (۶/ ۳۲۵، ۳۲۶) اسے صابونی نے عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص ۱۷، ۱۸ میں جعفر بن عبداللہ عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عبدالبر نے التمہید (۷/ ۱۵۱) میں عبداللہ بن نافع عن مالک کے طریق سے اور بیہقی نے الاسماء والصفات ص ۴۰۸ میں عبداللہ بن وہب عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (۱۳/ ۴۰۶، ۴۰۷) میں کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے اور ذہبی نے العلو ص ۱۰۲ میں اسے صحیح کہا ہے۔

انس رحمہ اللہ کے پاس تھا، اور ان پر ایک آدمی داخل ہوا، اور بولا: اے ابوعبداللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے؟ مالک رحمہ اللہ نے کہا: زندیق (۱) ہے، اسے قتل کردو۔ اس نے کہا: اے ابوعبداللہ! میں تو محض ایک کلام نقل کر رہا ہوں جسے میں نے سنا ہے۔ مالک رحمہ اللہ نے کہا میں نے تو اسے کسی سے نہیں سنا، میں نے تو اسے تم ہی سے سنا ہے، اور اس قول کو سنگین قرار دیا"۔ [۲]

(٦) اور ابن عبدالبر نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ "مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے تھے کہ جو شخص کہے کہ قرآن مخلوق ہے، اسے تکلیف دہ ماری جائے، اور قید کردیا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے"۔ [۳]

....

[۱] زندیق: فارسی سے معرب ہے، اسے مسلمانوں نے پہلے پہل ان لوگوں پر دلالت کے لئے استعمال کیا جو مانویہ وغیرہ کے مذہب کے مطابق نور وظلمت دو اصلوں کے قائل تھے، پھر ان کے نزدیک اس کا معنیٰ وسیع ہوگیا، چنانچہ دہریوں، ملحدوں اور تمام گمراہ عقیدے والوں کو شامل ہوگیا، بلکہ متشککین پر اور احکام دین سے فکراً اور عملاً جو آزاد ہوں ان سب پر بولا جانے لگا۔ دیکھئے: الموسوعۃ المیسرہ (۱/ ۹۲۹) اور تاریخ الالحاد: عبدالرحمٰن بدوی ص۱۴ تا ۳۲۔

[۲] حلیہ (٦/ ۳۲۵) اسے لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۱/ ۲۴۹) میں ابومحمد یحیی بن خلف عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے، قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (۲/۴۴) میں ذکر کیا ہے۔

[۳] الانتقاء ص ۳۵۔

(۷) اور ابوداؤد نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا: "اللہ آسمان میں ہے، اور اسکا علم ہر جگہ ہے"۔ [۱]

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابونعیم نے ابن وہب (۲) سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے مالک رحمہ اللہ کو سنا وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے: " کل تم نے مجھ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ مالک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ **وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ** ﴾ (السجدۃ:۱۳) ''اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیدیتے، لیکن میرا یہ قول برحق ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور بھر دوں گا" اور اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے ضروری ہے کہ وہ ہوکر رہے۔ [۳]

(۲) قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ " امام مالک رحمہ اللہ سے منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے

....

[۱] اسے ابوداؤد نے مسائل الامام احمد ص۲۶۳ میں روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن احمد نے السنہ ص ۱۱ طبعہ قدیمہ میں، اور ابن عبدالبر نے التمہید (۷/ ۱۳۸) میں روایت کیا ہے۔

[۲] وہ عبداللہ بن وہب قرشی، مولائے قریش، مصری ہے۔ اس کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں ''فقیہ، ثقہ، حافظ، عابد ہے۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی''۔ تقریب التھذیب (۱/۴۶۰)۔

[۳] حلیہ (۶/۳۲۶)۔

ہیں کہ اللہ نے برائیاں نہیں پیدا کی ہیں۔ایسے ہی منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ استطاعت ان کے ہاتھ میں ہے اگر وہ چاہیں تو اطاعت کریں اور چاہیں تو معصیت کریں"۔[1]

(۳) اور ابن ابی عاصم نے عبدالجبار سے روایت کی ہے کہا کہ " میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ میری رائے ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان سے توبہ کرائی جائے ، اگر توبہ کریں تو ٹھیک ، ورنہ قتل کردئے جائیں ، یعنی منکرین تقدیر"۔[2]

(۴) ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: " مالک رحمہ اللہ نے کہا: میں نے کسی منکر تقدیر کو نہیں دیکھا مگر سخافت ، طیش اور ہلکے پن والا"۔[3]

(۵) اور ابن عاصم نے مروان بن محمد طاطر سے روایت کی ہے کہا کہ: " میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے سنا ان سے منکر تقدیر سے شادی کئے جانے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿ **وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ** ﴾ **(البقرة: ۲۲۱)** "یقیناً مومن غلام مشرک سے بہتر ہے"۔[4]

---

[1] ترتیب المدارک (۲/۴۸) اور دیکھئے شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة (۲/۷۰۱)۔

[2] السنة لابن ابی عاصم (۱/ ۸۷، ۸۸) اسے ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے (۶/۳۲۶)۔

[3] الانتقاء ص ۳۴ ۔ [4] السنة لابن ابی عاصم (۱/ ۸۸) حلیہ (۶/ ۳۲۶)۔

(٦) قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا: "منکر تقدیر کی، جو (اپنی اس بدعت کا) داعی ہو، اور خارجی اور رافضی کی گواہی جائز نہیں"۔ [1]

(٧) اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ: "مالک رحمہ اللہ سے منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہم ان سے بات چیت کرنے سے رک جائیں؟ کہا: ہاں جب کہ وہ جس بات پر ہے اسکی معرفت رکھتا ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، اور ان سے حدیث قبول نہ کی جائے، اور اگر تم انہیں سرحد پر پاؤ تو انہیں وہاں سے نکال دو"۔ [2]

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(١) ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے عبدالرزاق بن ھمام رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں نے ابن جریج (٣)، سفیان ثوری، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ایمان قول وعمل ہے، بڑھتا اور گھٹتا ہے"۔ [4]

---

[1] ترتیب المدارک (٢/ ٤٧)۔

[2] ترتیب المدارک (٢/ ٤٧)۔

[3] عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رومی اموی، مولائے بنی امیہ مکی۔ اس کے بارے میں ذہبی کہتے ہیں: ''امام، حافظ، فقیہ حرم، ابوالولید، ١٥٠ھ میں وفات پائی''۔ تذکرۃ الحفاظ (١/ ١٦٩) اور ان کے ترجمہ کے لئے دیکھئے تاریخ بغداد (١١/ ٤٠٠)۔

[4] الانتقاء ص ٣٤۔

(۲) اور نعیم نے عبداللہ بن نافع رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ: "مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے تھے: ایمان قول وعمل ہے"۔ [1]

(۳) اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اشہب بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ: "مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگ بیت المقدس کی طرف سولہ مہینہ نماز پڑھتے رہے، پھر انہیں بیت الحرام کا حکم دیا گیا تو اللہ نے فرمایا: ﴿ **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ** ﴾ (البقرۃ:۱۴۳) "اللہ تمہارے ایمان کو- یعنی بیت المقدس کی طرف تمہاری نماز کو- برباد کرنے والا نہیں ہے" امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس پر مرجئہ کا یہ قول ذکر کرتا ہوں کہ نماز ایمان سے نہیں ہے"۔ [2]

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابونعیم نے عبداللہ عنبری (۳) سے روایت کی ہے کہا کہ مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا کہ: "جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو تو اس کے لئے مسلمانوں کے مال فئی میں کوئی

---

[1] حلیہ (۶/ ۳۲۷)۔

[2] الانتقاء ص ۳۴۔

[3] عبداللہ بن سوار بن عبداللہ عنبری بصری قاضی۔ اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "ثقہ ہے۔ ۲۲۸ھ میں اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے، وفات پائی"۔ تقریب التہذیب (۱/۴۲۱) تہذیب التہذیب (۵/ ۲۴۸)۔

حق نہیں، پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کیا: ﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْ مِنْ بَعْدِ هِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا﴾ (الحشر: ١٠) "اور مال فئی (ان کے لئے بھی ہے) جو ان (مہاجرین وانصار صحابہ) کے بعد آئیں۔ جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال۔" لہٰذا جو ان کی تنقیص کرے، یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو اس کے لئے مال فئی میں کوئی حق نہیں۔[1]

(٢) ابونعیم نے اولاد زبیر میں سے ایک شخص (٢) سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک رحمہ اللہ کے پاس تھے، لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو اصحاب رسول ﷺ کی تنقیص کرتا تھا، مالک رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ۔ یہاں تک کہ۔ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح: ٢٩) تک پہنچے۔ "یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

....

[1] حلیہ (٦/ ٣٢٧)۔

[2] زبیر بن عوام کی نسل سے جنہوں نے امام مالک کی شاگردی کی اور ان سے سنا وہ ہیں عبداللہ بن نافع بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام، ان کا تعارف گزر چکا ہے، اور مصعب بن عبداللہ بن مصعب، ان کا تعارف آرہا ہے۔

اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحم وکرم کرنے والے ہیں۔تم ان کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے جس سے وہ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت یعنی سجدے کا اثر ان کے چہروں پر ہے۔ یہ توریت میں ان کی مثل (صفت) ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثل یہ ہے جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اسے قوت بخشی، پھر وہ موٹی ہوگئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی، کھیتی کرنے والوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ کفار کو ان سے غیظ وغضب میں ڈالے۔

اس کے بعد مالک رحمہ اللہ نے کہا: "جس کے دل میں اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کے بارے میں بھی غیظ ہو اسکو یہ آیت جا لگی"۔[1]

(۳) اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اشہب بن عبدالعزیز سے ذکر کیا ہے کہا کہ ہم لوگ مالک رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ان کے پاس علویوں میں سے ایک شخص آ کھڑا ہوا۔ اور لوگ ان کی مجلس میں آیا کرتے تھے اس نے پکارا: اے ابو عبداللہ! مالک رحمہ اللہ نے اس کیلئے سر اٹھا دیا۔ اور انہیں جب کوئی پکارتا تھا تو وہ اس سے زیادہ اسکا جواب نہیں دیتے تھے ک اس کیلئے اپنا سر اٹھا دیتے۔ ان سے طالبی نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بناؤں کہ جب میں اس کے پاس جاؤں اور وہ مجھ سے پوچھے تو میں اس سے کہوں کہ مجھ

....

[1] حلیہ (۶/ ۳۲۷)۔

سے مالک نے یہ بات کہی ہے۔

انہوں نے کہا کہو۔

اس نے کہا: رسول اللہﷺ کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہے؟

انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔علوی نے کہا: پھر کون؟ مالک رحمہ اللہ نے کہا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔علوی نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: ظلماً قتل کئے گئے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ۔علوی نے کہا: واللہ آپ کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھوں گا۔

مالک نے کہا: تجھے اختیار ہے"۔[1]

ھ۔دین میں کلام اور خصومات سے ان کی ممانعت:

(۱) ابن عبدالبر نے مصعب بن عبداللہ زبیری سے روایت کی ہے کہا کہ مالک بن انس رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ دین میں کلام کو ناپسند کرتا ہوں ، اور ہمارے شہر کے لوگ برابر اسکو ناپسند کرتے اور اس سے روکتے رہے ہیں۔

جیسے جہم کی رائے ، انکا تقدیر اور اس جیسی کسی بھی چیز میں کلام کرنا۔اور وہ صرف اسی چیز میں کلام کرنا پسند کرتے تھے جس کے تحت کوئی عمل ہو۔باقی رہا اللہ کے دین کے بارے میں اور اللہ عزوجل کے بارے میں کلام کرنا تو سکوت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ میں نے اپنے شہر والوں کو دیکھا ہے کہ وہ دین کے بارے میں کلام کرنے سے روکتے ہیں، سوائے اس کے کہ جس کے تحت کوئی عمل ہو۔"

(۲) اور ابونعیم نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ:" میں نے

مالک رحمہ اللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی آدمی - اس کے بعد کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے - سارے کبائر کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر وہ ان اھواء اور بدعتوں سے خالی ہو - اور انہوں نے علم کلام کا ذکر کیا - تو وہ جنت میں جائے گا۔"

(۳) اور ہروی نے اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ: "جو شخص علم کلام کے ذریعہ دین طلب کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔ اور جو کیمیاء کے ذریعہ مال طلب کرے گا مفلس ہو جائے گا۔ اور غریب الحدیث طلب کرے گا جھوٹ بولے گا۔"

(۴) خطیب نے اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے: "میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا وہ دین میں جدال کو معیوب قرار دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب بھی ہمارے پاس کوئی آدمی آیا جو دوسرے آدمی سے زیادہ جدال والا تھا تو اس نے ہم سے یہی چاہا کہ حضرت جبریل، نبی ﷺ کے پاس جو کچھ لے کر آئے تھے ہم اسے رد کردیں۔"

(۵) اور ہروی نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی ہے کہا کہ میں مالک رحمہ اللہ پر داخل ہوا، اور ان کے پاس ایک آدمی تھا جو ان سے سوال کر رہا تھا، انہوں نے کہا: غالبًا تو عمرو بن عبید کے ساتھیوں میں سے ہے، اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ اسی نے کلام کی یہ بدعت ایجاد کی ہے، اور اگر کلام بھی کوئی علم ہوتا تو صحابہ اور تابعین اس کے بارے گفتگو کرتے، جیسے کہ انہوں نے احکام وشرائع کے بارے میں گفتگو کیا۔

(٦) اور ہروی نے اشہب بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے مالک کو سنا وہ کہہ رہے تھے: "تم لوگ بدعتوں سے بچو۔ کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ! بدعتیں کیا ہیں؟ کہا کہ اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ کے اسماء وصفات، اسکے کلام اورعلم وقدرت کے بارے میں کلام کرتے ہیں، اور اس بات سے خاموش نہیں رہتے جس سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے تابعین کرام (بھلے پیروکار) خاموش رہے۔"

(۷) اور ابونعیم نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ: "مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس جب بعض اہل اہواء آتے تو کہا کرتے تھے کہ میں اپنے رب اور اپنے دین کی طرف سے بیِّنہ (واضح دلیل) پر ہوں، اور تم محض مبتلائے شک ہو، لہٰذا اپنے جیسے شکی کے پاس جاؤ اور اسی سے لڑو جھگڑو۔"

(۸) ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے محمد بن احمد بن خویز منداد مصری مالکی سے روایت کی ہے اس نے اپنی کتاب الخلاف کی کتاب الاجارات میں کہا ہے کہ: "مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اہواء، بدعات اور تنجیم والوں کی کسی بھی کتاب میں اجارے جائز نہیں ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں ذکر کیں۔ پھر کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اہل اہواء وبدعات کی کتابیں اصحاب کلام معتزلہ وغیرہ کی کتابیں ہیں، اوران کے اندر اجارہ فسخ ہو جائے گا۔"

یہ توحید وصحابہ اور ایمان وعلم کلام وغیرہ کے سلسلے میں امام مالک رحمہ اللہ کے موقف اور اقوال کی چند جھلکیاں ہیں۔

چوتھا مبحث

امام شافعی رحمہ اللہ کا عقیدہ

الف۔توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ:"امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جو اللہ یا اس کے ناموں میں سے کسی نام کی قسم کھائے، پھر قسم توڑ دے تو اس پر کفارہ ہے۔اور جو کسی غیر اللہ کی قسم کھائے، مثلاً آدمی یوں کہے کہ کعبہ کی قسم، میرے باپ کی قسم، اور ایسے اور ایسے کی قسم کہ یہ نہیں ہوا، اور قسم میں حانث ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے، اور اسی کی مثل قائل کا یہ کہنا ہے کہ:"میری عمر کی قسم"...... اس پر بھی کفارہ نہیں ہے، اور یہ غیر اللہ کی قسم ہے۔لہٰذا یہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی رو سے مکروہ اور منع کردہ ہے:"إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَسْكُتْ۔"(اللہ عزوجل نے تمہیں اپنے آباء کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، لہٰذا جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے، یا چپ رہے)۔

اور امام شافعی رحمہ الہ نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اللہ کے نام غیر مخلوق ہیں، لہٰذا جو اللہ کے نام کی قسم کھائے اور اسے توڑ بیٹھے تو اس پر کفارہ ہے۔

(۲) اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اجتماع الجیوش الاسلامیہ میں شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ سنت جس پر میں ہوں اور جس پر میں نے اپنے اصحاب اہل الحدیث کو دیکھا ہے، جنہیں کہ میں نے دیکھا اور جن سے علم

حاصل کیا ہے، جیسے سفیان ثوری اور مالک رحمہما اللہ وغیرہ۔ اس سنت کے بارے میں قول یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا اقرار ہو، اور اس بات کا اقرار ہو کہ اللہ اپنے عرش پر اپنے آسمان میں ہے، اپنی مخلوق سے جیسے چاہتا ہے قریب ہوتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف جیسے چاہتا ہے اترتا ہے۔"

(۳) اور ذہبی رحمہ اللہ نے مزنی سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ توحید کے تعلق سے اگر کوئی شخص میرے ضمیر کی بات اور میرے دل کے ساتھ لگی ہوئی چیز نکال سکتا ہے تو وہ شافعی رحمہ اللہ ہیں، لہذا میں ان کے پاس گیا، وہ مصر کی مسجد میں تھے، جب میں ان کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: میرے دل میں توحید کے متعلق ایک مسئلہ کھٹکا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ آپ جیسا علم کسی اور کو نہیں تو آپ کے پاس کیا ہے؟ اس پر وہ بگڑ گئے اور کہا: تمہیں معلوم ہے تم کہاں ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جسمیں اللہ نے فرعون کو غرق کیا۔ کیا تمہیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق سوال کرنے کا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا اس بارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کلام کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں کہا: تم جانتے ہو آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تو ان میں سے کسی ایک ستارے کی جنس، اسکا طلوع، اسکا غروب، اور وہ کس سے پیدا کیا گیا ہے، اسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: تو مخلوق میں سے ایک چیز جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اسے نہیں جانتے تو اس کے خالق کے علم کے بارے

میں سوال کرتے ہو؟ پھر مجھ سے وضوء کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا، میں نے اس میں غلطی کردی۔ پھرانہوں نے چار وجهوں پر اسکی تفریع کی اور میں ان سے کسی میں بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ انہوں نے کہا کہ ایک چیز جس کے تم دن میں پانچ مرتبہ محتاج ہو اسکا علم تو تم چھوڑ رہے ہو، اور خالق کے علم کا تکلف کر رہے ہو؟ جب تمہارے دل میں ایسی کوئی بات کھٹکے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف رجوع کرو ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لَآ اِلَهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ☆ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ بیشک آسمان وزمین کی پیدائش میں ...... عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں)۔ پس مخلوق سے خالق پر استدلال کرو، اور جس چیز تک تمہاری عقل نہیں پہنچتی ہے اس کا تکلف نہ کرو۔

(۴) اور ابن عبدالبر نے یونس بن عبدالاعلی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ سے سنا کہہ رہے تھے کہ "جب تم آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم غیر مسمی ہے، یا شئی یا غیر شئی ہے تو اس کے زندیق ہونے کی گواہی دو۔"

(۵) اور شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالہ میں کہا ہے کہ: "حمد ہے اللہ کی ...... جو ویسے ہی ہے جیسے کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اس سے بڑھ کر ہے جس سے اسکی خلق نے اسکو متصف کیا ہے۔"

(۶) اور ذہبی رحمہ اللہ نے سیر میں شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات ذکر کیہے کہ: " یہ صفات جنہیں قرآن لے کر آیا ہے، یا جن کے ساتھ سنت وارد ہے ہم انہیں ثابت

مانتے ہیں، اوراس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں۔جیسا کہ اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے۔اورفرمایا: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں)

(۷) اور ابن عبدالبر نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: " میں نے شافعی رحمہ اللہ سے سنا وہ اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں کہ: ﴿ كَلَّا اِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ (ہرگز نہیں۔وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) کہہ رہے تھے کہ اللہ نے ہمیں اس کے ذریعہ یہ بتایا کہ وہاں ایک قوم ہوگی جو پردہ میں نہیں رکھی جائے گی، بلکہ وہ لوگ اللہ کو دیکھ رہے ہوں گے، اوراس کے دیکھنے میں وہ ایک دوسرے کے لئے آڑ نہ بنیں گے۔"

(۸) اور لاکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ:" میں محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے پاس حاضر تھا ان کے پاس صعید (بالائی مصر) سے ایک رقعہ آیا، اس میں یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں: ﴿ كَلَّا اِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ (ہرگز نہیں۔وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) شافعی رحمہ اللہ نے کہا جب یہ لوگ ناراضگی کے سبب پردہ میں کردئے جائیں گے تو یہ دلیل ہے کہ رضا کی صورت میں لوگ اسے دیکھیں گے۔ربیع کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ اس کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ کے ساتھ میرا یہی دین ہے۔"

(۹) اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جاوردی سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ کے پاس ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ کا ذکر کیا گیا۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: میں ہر چیز میں اس کا مخالف ہوں، لا الہ الا اللہ کہنے میں بھی اس کا مخالف ہوں، ویسے نہیں کہتا ہوں جیسے وہ کہتا ہے، میں کہتا ہوں اس اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کے پیچھے کلام کیا، اور وہ کہتا ہے کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے کلام پیدا کر کے پیچھے سے موسیٰ کو سنا دیا۔"

(۱۰) اور لالکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ شافعی نے کہا: "جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔"

(۱۱) اور بیہقی نے ابو محمد زبیری سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھے قرآن کے بارے میں بتایئے کہ کیا وہ خالق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: یا اللہ۔ نہیں۔ اس نے کہا کہ: وہ مخلوق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: یا اللہ۔ نہیں۔ اس نے کہا غیر مخلوق ہے؟ شافعی نے کہا: یا اللہ۔ ہاں۔ اس نے کہا: اسکی دلیل کیا ہے کہ وہ غیر مخلوق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: تم اقرار کرتے ہو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: تم اس بات میں مسبوق ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ **وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ** ﴾ (اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے کوئی پناہ چاہے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے) ﴿ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْماً** ﴾ (اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا) شافعی رحمہ اللہ نے کہا تو

تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تھا اور اس کا کلام تھا؟ یا اللہ تھا اور اس کا کلام نہیں تھا؟ اس آدمی نے کہا کہ بلکہ اللہ تھا اور اس کا کلام بھی تھا۔ اس پر شافعی رحمہ اللہ مسکرائے اور کہا کہ اوکوفیو! جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ اللہ پہلے سے بھی پہلے تھا اور اس کا کلام بھی تھا تو تم لوگ ایک بڑی بات لاتے ہو، اب تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو کہ کلام یا تو اللہ ہے، یا ما سوی اللہ ہے، یا غیر اللہ ہے، یا دون اللہ؟ کہا کہ اس پر وہ آدمی چپ چاپ نکل گیا۔

(۱۲) اور ابو طالب عشاری کی روایت سے شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب جزء الاعتقاد میں یہ عبارت ہے، کہا کہ ان سے اللہ عزوجل کی صفات کے بارے میں اور جس پر ایمان ہونا چاہئے اس کے متعلق سوال کیا گیا خ تو انہوں نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت سے نام اور صفات ہیں جن کے ساتھ اسکی کتاب آئی ہے، اور جسکی خب راس کے نبی ﷺ نے اپنی امت کو دی ہے۔ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی۔ جس کے نزدیک یہ حجت قائم ہو چکی ہو کہ قرآن اس کو لیکر اترا ہے، اور جس کے نزدیک عادل کی روایت سے نبی ﷺ کا قول صحیح ہو چکا ہو۔ اس کے خلاف گنجائش نہیں، اگر وہ حجت ثابت ہو جانے کے بعد بھی اس کی مخالفت کرے تو وہ اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کر رہا ہے، البتہ خبر کی جہت سے اس پر حجت ثابت ہونے سے پہلے وہ جہل کی بناء پر معذور ہے، کیونکہ اسکے علم کا ادراک نہ عقل سے کیا جا سکتا ہے نہ درایت وفکر سے، اور اسکی مثال یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے کہ وہ سمیع ہے، اس کے دو ہاتھ ہیں، اس عزوجل کا قول

ہے: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں) اور یہ کہ اس کے لئے داہنا ہے، اللہ عزوجل کا قول ہے: ﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهِ﴾ (اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے) اور یہ کہ اللہ کے لئے چہرہ ہے، اس عزوجل کا راشاد ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ﴾ (ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے) اور اس کا قول ہے: ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (تیرے رب کا جلال واکرام والا چہرہ باقی رہے گا) اور یہ کہ اس کے لئے قدم ہے، نبی ﷺ کا قول ہے: "**حَتّٰى يَضَعَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا قَدَمَهُ**"

(یہاں تک کہ رب عزوجل اس میں (جہنم میں) اپنا قدم رکھ دے گا) اور اللہ عزوجل ہنستا ہے کیونکہ جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں قتل ہو، اس کے بارے میں نبی ﷺ کا قول ہے: "**لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ يَضْحَكُ اِلَيْهِ**" (وہ اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس کی طرف ہنس رہا ہوگا) اور یہ کہ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسکی خبر دی ہے۔ اور یہ کہ وہ کانا نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جب دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ: "**اِنَّهُ اَعْوَرُ ، وَاِنَّ رَبَّكَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ**" (وہ کانا ہے، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے) اور یہ کہ مومنین اپنے رب عزوجل کو قیامت کے دن اپنی نگاہوں سے دیکھیں گے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور یہ کہ اس کیلئے انگلی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "**مَا مِنْ قَلْبٍ اِلَّا**

وَهُوَ بَيْنَ اَصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَل " (کوئی بھی دل نہیں مگر وہ رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دوانگلیوں کے درمیان ہے)۔

اور یہ معانی جن کے ساتھ اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور جن کے ساتھ اسکے رسول ﷺ نے اسکو متصف کیا ہے ان کی حقیقت فکر و درایت سے نہیں جانی جاسکتی، اور ان کے نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ

اس شخص تک اسکی خبر پہنچ نہ جائے، اور جب وہ خبر ایسی ہو کہ اسکا سننا فہم میں مشاہدہ کے قائم مقام ہو تو سننے والے پر اسکی حقیقت کو تسلیم کرنا اور اسکی گواہی دینا ویسے ہی ضروری ہے جیسے اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے دیکھا اور سنا ہو۔

البتہ ہم ان صفات کو ثابت مانتے ہیں، اور تشبیہ کی نفی کرتے ہیں، جیسا کہ خود اس اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسکی نفی کی ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ (اس کے جیسی کوئی شے نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) جزء الاعتقاد ختم ہوا۔

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ سے تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

مَا شِئْتَ كَانَ وَاِنْ لَّمْ اَشَأْ   وَمَا شِئْتَ اِنْ لَّمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ

خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلىٰ مَا عَلِمْتَ   فَفِى الْعِلْمِ يَجْرِى الفَتَى

وَالْمَسِنُّ

عَلىٰ ذَا مَنَنْتَ وَهٰذَا خَذَلْتَ وَهٰذَا اَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيْدٌ وَمِنْهُمْ قَبِيْحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنٌ

تو نے جو چاہا ہوا اگر چہ میں نے نہیں چاہا۔ اور میں نے جو چاہا، اگر تو نے نہیں چاہا تو نہیں ہوا۔ تو نے اپنے علم کے مطابق بندوں کو پیدا کیا، چنانچہ جوان بوڑھے سب (تیرے) علم ہی کے اندر چلتے ہیں۔ اس پر تو نے احسان کیا، اور اسکو بے یار و مددگار چھوڑا، اسکی اعانت کی اور اسکی اعانت نہیں کی خ تو ان میں سے کوئی بدبخت اور کوئی نیک بخت ہے، کوئی برا ہے، کوئی اچھا ہے۔

(۲) بیہقی رحمہ اللہ نے مناقب الشافعی رحمہ اللہ میں ذکر کیا ہے کہ شافعی رحمہ الہ نے کہا: "بندوں کی مشیئت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ بندے اس وقت تک نہیں چاہیں گے جب تک کہ اللہ رب العالمین نہ چاہے، کیونکہ لوگوں نے اپنے اعمال پیدا نہیں کئے ہیں، بلکہ بندوں کے افعال اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، اور اچھی اور بری تقدیر اللہ عز وجل کی طرف سے ہے، اور عذاب قبر حق ہے، اور اہل قبور سے پوچھ گچھ کی جانی حق ہے، اور مرنے کے بعد اٹھایا جانا حق ہے، اور حساب حق ہے، اور جنت اور جہنم حق ہیں، اور اس کے علاوہ ساری باتیں بھی جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔"

(۳) اور لالکائی نے مزنی سے روایت کی ہے، کہا کہ: "شافعی رحمہ اللہ نے کہا: تم جانتے ہو قدری (منکر تقدیر) کیا ہے؟ وہ جو کہتا ہے کہ اللہ نے کسی چیز کو پیدا

نہیں کیا یہاں تک کہ وہ زیرِ عمل آ گئی ۔"

(۴) بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے ذکر کیا ہے کہا کہ: " قدریہ (منکر تقدیر) جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: " **هُـمْ مَـجُـوسُ هٰـذِهِ الْاُمَّةِ** " (وہ لوگ اس امت کے مجوس ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاصی کو نہیں جانتا یہاں تک کہ وہ ہو جاتی ہے۔

(۵) اور بیہقی رحمہ اللہ نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے وہ شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز کو مکروہ کہتے تھے۔

ج۔ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ربیع سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے: " ایمان قول وعمل اور دل کا اعتقاد ہے، اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں دیکھتے ﴿ **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ** ﴾ (اللہ تمہارے ایمان کو- یعنی بیت المقدس کی طرف نماز کو- ضائع کرنے والا نہیں ہے) تو یہاں نماز کا نام ایمان رکھا، اور یہ قول اور عمل اور دل کا ارادہ ہے۔

(۲) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ: " ایمان قول اور عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے۔"

(۳) اور بیہقی رحمہ اللہ نے ابومحمد زبیری سے روایت کی ہے کہا کہ ایک آدمی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک افضل ہے؟ شافعی رحمہ اللہ

نے کہا: جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کیا جا تا - کہا وہ کیا ہے؟ کہا: اللہ پر ایمان جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، یہ درجہ میں سارے اعمال سے اعلیٰ، مرتبہ میں سارے اعمال سے اشرف اور نصیب میں سب سے روشن ہے۔ اس آدمی نے کہا آپ مجھے ایمان کے بارے میں کیوں نہ بتائیں کہ وہ قول وعمل ہے، یا قول بلا عمل ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ایمان اللہ کے لئے عمل ہے اور قول اس عمل کا حصہ ہے۔ اس آدمی نے کہا: مجھ سے اسے بیان کیجئے یہاں تک کہ میں اسے سمجھ لوں۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ایمان کے حالات ودرجات اور طبقات ہیں، ان میں سے ایک تام ہے جو اپنے تمام کی منتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ اور ایک ناقص ہے جسکا ناقص ہونا واضح ہے۔ اور ایک راجح ہے جسکا رجحان زائد ہے۔ اس آدمی نے کہا اچھا تو ایمان پورا نہیں بھی ہوتا اور کم بیش بھی ہوتا ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اسکی دلیل کیا ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ جل ذکرہ نے ایمان کو بنی آدم کے اعضاء پر فرض کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان پر بکھیر دیا ہے، چنانچہ اس کے اعضاء میں سے کوئی بھی عضو نہیں ہے مگر اسے ایمان کا وہ حصہ سونپا گیا ہے جو دوسرے عضو کو سونپے گئے حصے کے علاوہ ہے، اور اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔

ان اعضاء میں سے اہم عضو دل ہے، جس کے ذریعہ انسان سمجھتا بوجھتا اور فہم رکھتا ہے، اور یہ اس کے جسم کا امیر ہے جسکی رائے اور امر کے بغیر باقی اعضاء نہ پیش قدمی کرتے ہیں نہ پلٹتے ہیں۔

اور اسکے اعضاء میں دونوں آنکھیں ہیں جن سے دیکھتا ہے۔ اور دونوں کان ہیں جن سے سنتا ہے۔ اور دونوں ہاتھ ہیں جن سے پکڑتا ہے۔ اور دونوں پاؤں ہیں جن سے چلتا ہے۔ اور اسکی شرمگاہ ہے جسکی طرف سے قوت باہ ہے۔ اور اسکی زبان ہے جس سے بولتا ہے۔ اور اسکا سر ہے جسمیں اسکا چہرہ ہے۔

دل پر وہ چیز فرض کی ہے جو زبان پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔ اور کانوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو آنکھوں پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔ اور ہاتھوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو پیروں پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔ اور شرمگاہ پر وہ چیز فرض کی ہے جو چہرے پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔

اللہ نے دل پر ایمان کا جو حصہ فرض کیا ہے وہ اقرار و معرفت ہے، عزم اور رضا و تسلیم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اس نے نہ بیوی اختیار کی نہ بچہ، اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے جو بھی نبی یا کتاب آئی ہے اس کا اقرار تو یہ چیز ہے جو اللہ جل ثناؤہ نے دل پر فرض کی ہے، اور یہی اسکا عمل ہے: ﴿**اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً**﴾ (مگر جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ لیکن جس نے کفر کے ساتھ سینہ کھول دیا (تو ان پر اللہ کا غضب ہے الخ) اور فرمایا: ﴿**اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ**﴾ (یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں) اور فرمایا:

﴿ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ﴾ (لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے کہا ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے ہیں) اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (تمہارے نفسوں میں جو کچھ ہے اسکو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا) ۔ تو یہ وہ ایمان ہے جو اللہ نے دل پر فرض کیا ہے، اور یہی دل کا عمل ہے، اور یہی راس الایمان ہے ۔

اور اللہ نے زبان پر یہ فرض کیا ہے کہ دل میں جو بات باندھ رکھی ہے اور جسکا اقرار کیا ہے اسے کہے اور اسکی تعبیر کرے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿ قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ﴾ (تم لوگ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے) اور فرمایا: ﴿ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً﴾ (لوگوں سے اچھی بات کہو) ۔ تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے زبان پر فرض کی ہے، یعنی دل کی بات کہنا اور اسکی تعبیر کرنا، اور یہی زبان کا عمل ہے، اور یہی وہ ایمان ہے جو اس پر فرض ہے ۔

اور اللہ نے کان پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیز سننے سے منزہ رہے، اور اسکی منع کردہ چیز سے اسے دور رکھا جائے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَ﴾

(اور تم پر اللہ نے کتاب میں یہ بات اتاری ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر اور استہزاء کیا جارہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں

تک کہ وہ دوسری بات میں لگ جائیں (ورنہ) تب تم لوگ بھی ان ہی جیسے ہوگی)۔ پھر بھول کی جگہ کا استثناء کیا چنانچہ فرمایا:﴿ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (اور اگر تم شیطان بھلوا دے، اور تم ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، تو یاد آ جانے کے بعد اس ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھنا) اور فرمایا:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ☆ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهٗ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَ اُوْلٰٓئِكَ هُمْ اُوْلُوْا الْاَلْبَابِ﴾ (میرے ان بندوں کو بشارت دے دو جو بات سنتے ہیں تو اسکا جو اچھا پہلو ہے اسکی پیروی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی لوگ ہیں جو عقل والے ہیں) اور فرمایا:﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ☆ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ﴾ (الی قولہ ﴿ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُونَ﴾ (مومنین کامیاب ہوئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور جو لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) اور فرمایا:﴿ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ (اور جب لغو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں) اور فرمایا:﴿ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَاماً﴾ (اور جب لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر گذر جاتے ہیں) تو یہ وہ چیز ہے جسے اللہ جل ذکرہ نے کان پر فرض کیا ہے، یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے منزہ رکھنا۔ اور یہ کان کا عمل ہے، اور ایمان کا حصہ ہے۔

اور اللہ نے آنکھوں پر یہ فرض کیا ہے کہ ان سے حرام چیز نہ دیکھیں، اور جس

سے اسے منع کیا ہے اس سے جھکائے رکھیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا:﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾ الآیتین (مومنین سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں...... اور مومنات سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) یعنی اس بات سے محفوظ رکھیں کہ کوئی دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے، یا خود اسکی شرمگاہ کی طرف دیکھا جائے، اور کہا کہ کتاب اللہ میں جو بھی شرمگاہ کی حفاظت ہے تو وہ زنا سے ہے، مگر یہ آیت کہ یہ نظر سے ہے۔

تو یہ وہ بات ہے جو اللہ نے دونوں آنکھوں پر فرض کی ہے، یعنی اسے پست رکھنا، اور یہ آنکھ کا عمل ہے، اور ایمان میں سے ہے۔

پھر دل، کان اور نظر پر جو فرض ہے اسکی خبر صرف ایک آیت میں دی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے:﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُوْلٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ (اور جس بات کا تمھیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بیشک کان، اور آنکھ اور دل ان سب سب سے اس بارے میں پوچھا جائے گا)۔

(امام شافعی نے) کہا کہ اور شرمگاہ پر یہ فرض کیا ہے کہ اسے اللہ کی حرام کردہ چیز کے ساتھ چاک نہ کرے﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ ﴾ (اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں) اور فرمایا:﴿ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ

﴿يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصٰرُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ الآية

(اور تم اس بات سے نہیں چھپ سکتے تھے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری چمڑیاں گواہی دیں)۔ چمڑیوں سے مراد شرمگاہیں اور ران ہیں۔تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے شرمگاہوں پر فرض کی ہے، یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے ان کی حفاظت، اور یہ ان کا عمل ہے۔

کہا کہ اور ہاتھوں پر یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کر رکھی ہے اسکو ان سے نہ پکڑے، بلکہ وہ چیز پکڑے جس کا اس نے حکم دیا ہے، یعنی صدقہ، صلہ رحمی، جہاد فی سبیل اللہ، اور نمازوں کے لئے پاکی، چنانچہ اس بارے میں فرماتا ہے ﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ اِلیٰ آخرالآیۃ (اے ایمان والو! جب تم نماز کی جانب اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو) اور فرمایا: ﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً﴾ (تو جب تم کافروں سے ٹکراؤ تو (پہلا کام) گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب کچل لو تو مضبوطی کے ساتھ باندھو، اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے)۔ کیونکہ مار دھاڑ، صلہ رحمی اور صدقہ ہاتھوں سے انجام پانے والے کام ہیں۔

اور دونوں پاؤں پر فرض کیا ہے کہ ان سے اللہ جل ذکرہ کی حرام کردہ چیز کی طرف نہ چلیں، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحاً

اِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴾ (تو زمین میں اکڑ کر نہ چل، نہ تو تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑ کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے)

اور چہرے پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کو رات اور دن میں اور نماز کے اوقات میں سجدہ کرے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوْا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی کرو تا کہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ) اور فرمایا ﴿ وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَداً ﴾ (اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو) مساجد سے مراد پیشانی وغیرہ وہ اعضاء ہیں جن پر ابن آدم سجدہ کرتا ہے۔

(امام شافعی رحمہ اللہ نے) کہا کہ تو یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ نے ان اعضاء پر فرض کیا ہے۔

اور اللہ کی پاکی اور نماز کو اپنی کتاب میں ایمان کہا ہے، اور یہ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا رخ بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنے سے پھیرا، اور آپ کو کعبہ کی جانب نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور مسلمان سولہ مہینہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ چکے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فرمایئے کہ ہم نے بیت المقدس کی طرف جو نماز پڑھی ہے تو اس کا حال اور ہمارا حال کیا ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (اللہ تمہارے ایمان کو برباد کرنے والا نہیں، بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ رؤف ورحیم ہے)۔ یہاں اللہ نے نماز کا نام ایمان رکھا، لہٰذا جو اللہ سے اپنی نمازوں کی حفاظت کرتا ہوا، اپنے اعضاء کی حفاظت کرتا ہوا، اعضاء میں ہر عضو سے اللہ کا حکم اور اس کے مقرر کردہ فرض کو ادا کرتا ہوا، کامل الایمان ہو کر ملے وہ اہل جنت میں سے ہے۔ اور جو اللہ کے حکم میں سے کسی چیز کو قصداً چھوڑتا رہا ہو وہ اللہ سے ناقص الایمان ہوتا ہوا ملے گا۔ کہا کہ اب تم نے ایمان کے نقصان واتمام کو تو جان لیا، لیکن اسکی زیادتی کہاں سے آئی؟

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ جل ذکرہ نے فرمایا ہے: ﴿وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَّقُولُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهِ اِيْمَاناً فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَاناً وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ☆ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْساً اِلىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَ هُمْ كَافِرُونَ﴾

(جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں بعض کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو اس سورت نے ایمان میں زیادہ کیا ہے؟ تو جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو تو وہ سورت ایمان میں زیادہ کرتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو ان کو ان کی گندگی کے ساتھ گندگی میں بڑھاتی ہے اور وہ اس حال میں مرتے ہیں کہ کافر ہوتے ہیں) اور فرمایا:

﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (یہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور زیادہ کیا)۔

شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر یہ ایمان کل کا کل ایک ہی ہوتا، اس میں کمی زیادتی نہ ہوتی تو اس میں کسی کو فضیلت نہ ہوتی، سارے لوگ برابر ہوتے، اور تفضیل باطل ہوتی۔ لیکن ایمان کے پورے ہونے سے مومنین جنت میں داخل ہوئے، اور ایمان میں زیادتی کی وجہ سے اللہ کے نزدیک جنت کے اندر درجات میں مومنین متفاضل ہوئے۔ اور ایمان میں کمی کی وجہ سے کوتاہی والے جہنم میں داخل ہوئے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے درمیان مسابقہ کرایا ہے جیسے کہ گھڑ دوڑ کے دن گھوڑوں کے درمیان مسابقہ کرایا جاتا ہے، پھر یہ لوگ اپنی سبقت کے حساب سے اپنے درجات پر ہیں، چنانچہ ہر آدمی کو اسکی سبقت کے درجہ پر رکھا ہے اور اس میں اس کا حق کم نہیں کیا ہے، نہ کسی کو مسبوق کو سابق پر مقدم کیا ہے، اور نہ کسی مفضول کو فاضل پر، اور اسی وجہ سے اس امت کے اول کو آخر پر فضیلت دی ہے۔ اور اگر ایمان کی طرف سبقت کرنے والے کو اس سے مؤخر رہ جانے والے پر فضیلت نہ ہوتی تو اس امت کا آخر اس کے اول کے ساتھ لاحق ہو جاتا۔

د-صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(ا) بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن، توریت اور انجیل میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ثنا کی ہے، اور خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے بھی ان کے لئے ایسی فضیلت سبقت

کر چکی ہے جو ان کے بعد کسی اور کے لئے نہیں ہے، پس اللہ ان پر رحم کرے، اور انہیں صدیقین، شہداء اور صالحین کی اعلی منازل تک پہنچا کر اس بارے میں آئے ہوئے فضل سے شاد کام کرے، انہوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں پہنچائیں اور آپ کا اس حالت میں مشاہدہ کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مراد کو جانا کہ آپ کے ارشاد کا مقصود عام ہے یا خاص، عزیمت ہے یا ارشاد، اور ان کو آپ کی وہ سنتیں معلوم ہوئیں جو ہمیں معلوم ہوئیں اور جو نہیں بھی معلوم ہوئیں، وہ ہر علم اور اجتہاد میں، ورع وعقل میں اور ہر اس معاملے میں جس سے کسی علم کا استدراک اور استنباط کیا جائے ہم سے بڑھ کر ہیں، ان کی رائیں ہمارے لئے زیادہ لائق حمد اور ہمارے نزدیک ہماری اپنی رایوں سے زیادہ بہتر ہیں۔ واللہ اعلم،،۔

(۲) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا وہ تفضیل صحابہ کے سلسلے میں یوں کہہ رہے تھے: ابوبکر اور عمر اور عثمان اوور علی،،۔

(۳) اور بیہقی نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم،،۔

(۴) اور ہروی نے یوسف بن یحی بویطی سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی سے پوچھا کہ کیا میں رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا: رافضی

اور قدری (منکر تقدیر) اور مرجی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ میں نے کہا آپ ہم سے ان کے اوصاف بتائیے، انہوں نے کہا: جو کہے کہ ایمان قول ہے وہ مرجئ ہے، اور جو کہے کو ابوبکر وعمر امام نہیں ہیں وہ رافضی ہے، اور جو کہے مشیئت کو اپنی طرف قرار دے وہ قدری ہے،،۔

ھ- دین کے اندر کلام اور جھگڑے سے ان کی ممانعت:

(۱) ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے....اگر آدمی اپنی علم کی کتابوں کی وصیت دوسرے کو کر جائے، اور اسی میں کلام کی کتابیں بھی ہوں تو وہ وصیت میں داخل نہ ہوں گی، کیونکہ وہ علم نہیں ہے،،۔ (۲) اور ہروی نے حسن زعفرانی سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے کلام میں کسی سے مناظرہ نہیں کیا ہے مگر صرف ایک مرتبہ، اور میں اس سے بھی اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں،،۔

(۳) اور ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ''شافعی نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ ہر مخالف پر ایک بڑی کتاب تیار کر دوں تو کر سکتا ہوں، لیکن کلام میری شان سے نہیں ہے، اور میں پسند کرتا ہوں کہ اسکی کوئی چیز میری طرف منسوب ہو،،۔

(۴) اور ابن بطہ نے ابوثور سے روایت کی ہے کہ ''مجھ سے شافعی نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کچھ بھی کلام کی چادر اوڑھی ہو پھر کامیاب رہا ہو،،۔

کہا: اللہ آدمی کو شرک کے سوا اپنی ہر منع کردہ چیز میں مبتلا کردے یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ کلام میں مبتلا کرے،،۔

اصول دین کے مسائل میں یہ ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال، اور علم کلام کے تعلق سے یہ انکا موقف۔

پانچواں مبحث

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) طبقات الحنابلہ میں ہے کہ'' امام احمد سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: مخلوق سے مایوسی کے ساتھ استشراق کو قطع کرنا،،۔

(۲) اور حنبل کی کتاب المحنہ میں ہے کہ امام احمد نے کہا کہ'' اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم رہا، اور قرآن عزوجل کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور ہر جہت پر ہے، اور اللہ عزوجل نے خود اپنے آپ کو جس چیز کے ساتھ متصف کیا ہے اسے اس سے زیادہ کسی چیز سے متصف نہیں کیا جائیگا،،۔

(۳) اور ابن ابی یعلیٰ نے ابوبکر مروزی سے ذکر کیا ہے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جنہیں جہمیہ، صفات اور رؤیت اور اسراء اور عرش کے قصے کے سلسلے میں مسترد کرتے ہیں تو انہوں نے ان احادیث کو صحیح کہا، اور کہا کہ امت نے انہیں قبول کیا ہے، اور یہ خبریں جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزاری جائیں گی،،۔

(۴) اور عبداللہ بن احمد نے کتاب السنہ میں کہا کہ احمد نے کہا'' جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کلام نہیں کرتا وہ کافر ہے، البتہ ان احادیث کو ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں،،۔

(۵) اور لالکائی نے حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام احمد نے کہا:

صحیح احادیث پر ہم ایمان رکھتے اور ان کا اقرار کرتے ہیں، اور جو کچھ نبی ﷺ سے عمدہ سند سے مروی ہے ہم اس پر ایمان لاتے اور اقرار کرتے ہیں،،۔

(۶) اور ابن جوزی نے مناقب میں مسدد کے نام احمد بن حنبل کا مکتوب ذکر کیا ہے، اور اس میں ہے کہ: ''اللہ کو اسی چیز کے ساتھ متصف کرو جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اللہ سے اس چیز کی نفی کرو جس کی اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے.......،،۔

(۷) اور امام احمد کی کتاب الرد علی الجہمیہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ: ''جہم بن صفوان نے یہ سمجھا ہے کہ جو شخص اللہ کو کسی ایسی چیز سے متصف کرے جس سے اس نے خود اپنے آپ کو اپنی کتاب میں متصف کیا ہے، یا جس کو اسکے رسول نے بیان کیا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا، مشبہہ میں ہوگا،،۔

(۸) اور ابن تیمیہ نے (اپنی کتاب) درء میں امام احمد کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ: ''ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جسطرح چاہا، بغیر کسی حد اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حد مقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لئے ہیں، اور وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں۔

(۹) اور ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ آخرت میں نہیں دیکھا جائے گا وہ کافر ہے، قرآن کو جھٹلانے

والا ہے،،۔

(۱۰)اور ابن ابی یعلیٰ نے عبد اللہ بن احمد سے ذکر کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں کہ جب اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا تو کسی آواز کے ساتھ کلام نہیں کیا، تو میرے والد نے کہا: ''اس نے آواز کے ساتھ کلام کیا، اور ان احادیث کو ہم ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں،،۔

(۱۱) اور لالکائی نے عبدوس بن مالک العطار سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو سنا وہ کہہ رہے تھے''.......اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور تم یہ کہنے سے کمزور نہ پڑو کہ وہ مخلوق نہیں ہے، کیونکہ اللہ کا کلام اسی سے ہے، اور کوئی چیز جو اس سے ہو وہ مخلوق نہیں ہے،،۔

ب- تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن جوزی نے مناقب میں مسدد کے نام احمد بن حنبل کا جو مکتوب ذکر کیا ہے، اس میں کہا کہ: ''اچھی اور بری، میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان رکھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے،،۔

(۳) اور خلال نے ابوبکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ ابوعبداللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ''خیر اور شر بندوں پر مقدر ہے۔ ان سے کہا گیا: اللہ نے خیر وشر پیدا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ نے اسکو مقدر کیا ہے،،۔

(۴)اور امام احمد کی کتاب السنہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ: ''اچھی اور

بری، تھوڑی اور زیادہ، ظاہر اور باطن، میٹھی اور کڑوی ہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ، خوب اور ناخوب، اول اور آخر ساری تقدیر اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ ہے جسے اس نے اپنے بندوں پر نافذ کیا ہے، اور ایک تقدیر ہے جو اس نے مقدر کی ہے، کوئی اللہ کی مشیت سے آگے نہیں جا سکتا، اور نہ اس کے فیصلے سے تجاوز کر سکتا ہے،،۔

(۴) اور خلال نے محمد بن ابی ہارون سے اور انہوں نے ابوالحارث سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ کو سنا کہہ رہے تھے: ''پس اللہ عزوجل نے طاعت اور معاصی مقدر کی ہیں، اور خیر وشر مقدر کیا ہے، اور جسے نیک بخت لکھا ہے وہ نیک بخت ہے، اور جسے بد بخت لکھا ہے وہ بد بخت،،۔

(۵) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو سنا، اور ان سے علی بن جہم نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا تھا جو انکار تقدیر کا قائل ہے کہ آیا وہ کافر ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ ''جب وہ علم کا انکار کرے، جب یہ کہے کہ اللہ جانتا نہیں تھا یہاں تک کہ اس نے علم پیدا کیا تب جانا تو اس نے اللہ کے علم کا انکار کیا ہے، لہٰذا یہ کافر ہے،،۔

(٦) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: ''ایک بار میں اپنے والد سے قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا، اگر وہ اس بارے میں مخاصمہ کرتا ہو اور اسکی طرف بلاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو''۔

ج- ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''ایمان کی افضل ترین خصلتوں میں سے اللہ کی راہ میں محبت اور اللہ کی راہ میں بغض ہے''۔

(۲) اور ابن جوزی نے امام احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَا ناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً)) (مومنین میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو)۔

(۳) اور خلال نے سلیمان بن اشعث سے روایت کی ہے کہا کہ ابوعبداللہ نے کہا: ''نماز اور زکوۃ اور حج اور نیکی ایمان سے ہے، اور معصیتیں ایمان کو کم کر دیتی ہیں''۔

(۴) عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے کہ ایمان قول وعمل ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے، لیکن وہ استثناء (ان شاءاللہ) نہیں کہتا کیا وہ مرجئی ہے؟ انہوں نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرجئی نہ ہوگا..... میں نے اپنے والد کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ استثناء نہ کرنے والے کے خلاف حجت، اہل قبور کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے: '' وَ اِنَّـا اِنْ شَـاءَ الـلّٰـهُ بِـكُـمْ لَاحِـقُـونَ'' (ہم تمہارے ساتھ ان شاءاللہ لاحق ہونے والے ہیں)۔

(۵) عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد رحمہ اللہ کو سنا ان سے ارجاء

کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ: ''ہم کہتے ہیں کہ ایمان قول وعمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے، جب آدمی زنا کرے اور شراب پیئے تو اسکا ایمان کم ہو جاتا ہے،،۔

د-صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(۱) امام احمد کی کتاب السنہ میں حسب ذیل بات آئی ہے: ''سنت سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب کے محاسن ذکر کئے جائیں، اور ان کی خامیوں کے ذکر سے رک جایا جائے، اور اس اختلاف کے ذکر سے بھی رک جایا جائے جو ان کے درمیان پیدا ہو گیا تھا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو یا ان میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہے تو وہ بدعتی ہے، رافضی ہے، خبیث ہے، جفا کار ہے، اللہ اس کے فرض ونفل قبول نہیں کرے گا، بلکہ ان کی محبت سنت ہے، ان کے لئے دعا قربت ہے، ان کی اقتداء وسیلہ ہے اور ان کے آثار کو اختیار کرنا فضیلت ہے،،۔ پھر کہا کہ ''پھر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب چار کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں، کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان کی خامیوں میں سے کچھ بھی ذکر کرے، اور نہ یہ درست ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی عیب یا نقص کی طعنہ زنی کرے، اگر کوئی ایسا کرے تو سلطان پر ضروری ہے کہ اسکی تادیب کرے، اور اسے سزا دے، یہ نہیں کہ اسے معاف کر دے،،۔

(۲) اور ابن جوزی نے مسدد کے نام احمد کا جو رسالہ ذکر کیا ہے، اس میں ہے: ''اور یہ کہ تم عشرہ کے لئے یہ شہادت دو کہ وہ جنت میں ہیں: یعنی ابو بکر وعمر،

عثمان وعلی، طلحہ اور زبیر، سعد اور سعید، عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوعبیدہ بن جراح۔ اور جن کے لئے نبی ﷺ نے شہادت دی ہے ان کے لئے ہم بھی جن کی شہادت دیں گے،،۔

(۳) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ائمہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ''ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی،،۔

(۴) اور عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں اپنے والد سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں کہ علی خلیفہ نہ تھے، انہوں نے کہا کہ: ''یہ برا، ردی قول ہے،،۔

(۵) اور ابن جوزی نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''جو علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت ثابت نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے،،۔

(٦) اور ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے اس سے بات نہ کرو، اور اس سے مناکحت بھی نہ کرو،،۔

ھ- دین میں کلام اور خصومات سے ان کی ممانعت:

(۱) ابن بطہ نے ابوبکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ''جو کلام کو لے گا کامیاب نہ ہوگا، اور جو کلام کو لے گا وہ جہمی ہونے سے نہ بچے گا،،۔

(۲) اور ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''صاحب کلام کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، اور قریب نہیں کہ تم کوئی ایسا آدمی دیکھو جو کلام میں نظر کرتا ہو مگر اس کے دل میں فساد ہوگا''۔

(۳) اور ہروی نے عبداللہ بن احمد سے روایت کی ہے کہا کہ ''میرے والد نے عبیداللہ بن یحیی بن خاقان کو لکھا کہ میں صاحب کلام نہیں ہوں، اور ان میں سے کسی بھی چیز میں میں کلام کو درست نہیں سمجھتا، مگر جو اللہ کی کتاب میں ہو، یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہو، اور جو اس کے علاوہ ہو تو اس میں کلام محمود نہیں ہے''۔

(۴) ابن جوزی نے موسیٰ بن عبداللہ طرسوسی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا کہہ رہے تھے کہ: ''اہل کلام کے ساتھ مجالست نہ کرو، اگر چہ وہ سنت کی مدافعت کریں''۔

(۵) اور ابن بطہ نے ابوالحارث صائغ سے روایت کی ہے کہا کہ (احمد نے کہا:) ''جو کلام کو پسند کرے وہ اس کے دل سے نہ نکلے گا، اور تم صاحب کلام کو نہیں دیکھو گے کہ وہ کامیاب ہوتا ہو''۔

(٦) اور ابن بطہ نے عبیداللہ بن حنبل سے روایت کی ہے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ: ''تم لوگ سنت اور حدیث کو لازم پکڑو، اللہ تم کو اس سے نفع دے گا، اور تم لوگ خوض اور جدال اور جھگڑے سے دور رہو، کیونکہ جو شخص کلام کو پسند کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا، اور جو بھی کلام ایجاد کرے اسکا آخری معاملہ بدعت کی طرف ہوگا، کیونکہ

کلام، خیر کی دعوت نہیں دیتا، اور میں کلام اور خوض و جدال کو پسند نہیں کرتا، اور تم لوگ سنت اور آثار اور فقہ کو پکڑو، جس سے کہ تم نفع اٹھا سکو، اور جدال اور کجروؤں کے کلام اور جھگڑے چھوڑ دو، ہم نے لوگوں کو پایا ہے کہ وہ اسے نہ جانتے تھے، اور اہل کلام سے کنارہ کش رہتے تھے، اور کلام کا انجام خیر کی طرف نہیں پلٹتا، اللہ ہمیں تمہیں فتنوں سے بچائے، اور ہمیں اور تمہیں ہر ہلاکت سے سالم رکھے،،۔

(۷) اور ابن بطہ نے الابانۃ میں احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:'' جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ کلام کو پسند کرتا ہے تو اس سے بچو،،۔

تو یہ ہیں اصول دین کے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال، اور یہ ہے علم کلام کے بارے میں ان کا موقف۔

خاتمہ

گذشتہ بحث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے اقوال ایک دوسرے کے مطابق اور متفق ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ایک ہے، سوائے مسئلہ ایمان کے کہ اس میں امام ابوحنیفہ منفرد ہیں، تاہم یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا۔

پس یہی عقیدہ ہے جو اس لائق ہے کہ مسلمانوں کو ایک برابر کلمہ پر اکٹھا کردے اور انہیں دین میں تفرقہ سے بچالے، کیونکہ یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے حاصل کیا گیا ہے، لیکن تھوڑے ہی لوگ ہیں جو ان ائمہ کے عقیدے کو سمجھتے ہیں اور اسے اسطرح پہنچانتے ہیں جیسا کہ پہنچاننے کا حق ہے، اور اسکا ویسا فہم رکھتے ہیں جیسا کہ فہم رکھنے کا حق ہے، کیونکہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ ائمہ تفویض کے قائل تھے، نص کو پڑھ لینے کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے، گویا اللہ نے وحی کو محض عبث اتار دیا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے، بابرکت ہے، تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں تدبر کریں، اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں)۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ☆ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ☆ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ (یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔ اسے روح امین نے آپ کے دل

پر اتارا ہے۔تا کہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔واضح عربی زبان میں ھے)۔

اور فرماتا ہے:﴿ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰناً عَرَبِيّاً لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾(ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیاہے تا کہ تم لوگ سمجھو)۔

پس اللہ تعالیٰ نے کتاب کو اسکی آیات میں تدبر کرنے اوراس سے نصیحت پکڑنے کے لئے اتاراہیہے اور بتلایاہے کہ وہ واضح عربی زبان میں ہے تا کہ لوگ اس کے معنی کو جانیں اور سمجھیں۔اور جب اللہ نے اسکواسکی آیات میں تدبر کرنے کے لئے واضح عربی زبان میں نازل کیاہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جنکی طرف یہ کتاب نازل کی گئی ہےان کے لئے اس زبان کے مقتضی کے مطابق اس کے معنی کو جاننا آسان ہو۔ پھر اگر اس کے معنی کا جاننا ممکن نہ ہوتا تو اس کو نازل کرنا عبث ہوتا، اس لئے کہ ان کلمات کا کوئی فائدہ نہیں جو کسی قوم پر نازل ہوں اوراس کے نزدیک ان حروف مہملہ کے درجے میں ہوں جنکا کوئی معنی نہیں۔

لہٰذا یہ قول صحابہ اور تابعین اوران کی بعد کے ائمہ کے عقیدے پر ظلم ہے اوران پر ایسی تہمت ہے جس سے وہ بری ہیں، وہ وحی کی نصوص کے معانی کو جانتے اور سمجھتے تھے، کیونکہ وہ عہد نبوت سے قریب تھے، بلکہ وہ سب سے زیادہ اس کے سمجھنے کے اہل تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرتے تھے جیسی کہ انہوں نے کتاب وسنت کی دلالت سے سمجھی تھی، اور اللہ کی طرف سے جس کے حق اور شریعت ہونے کا عقیدہ رکھا تھا۔ پس انہوں نے اپنے معبود تک پہنچانے والے

راستے کو سمجھا تو وہ اپنے معبود کو صفات کمال کے ذریعہ کیوں نہ پہنچانیں گے، اوران نصوص کے معانی کو کیوں نہ سمجھیں گے جن کے ذریعہ اللہ نے اپنے آپ کو اپنے بندوں سے پہچنوایا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ کا عقیدہ ہی صحیح عقیدہ ہے جو کتاب وسنت کے اندر ایک صاف ستھرے چشمہ سے آیا ہے، جسمیں تاویل وتعطیل یا تشبیہ وتمثیل کا کوئی شائبہ نہیں۔تعطیل کرنے والے اور تشبیہ دینے والے نے صفات الہیہ سے صرف اتنا ہی سمجھا ہے جتنا مخلوق کے لائق ہے،اور یہ اس بات کے خلاف ہے جس پر اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے کہ اسکے مثل کوئی چیز نہیں، نہ اسکی ذات میں، نہ اسکی صفات میں اور نہ اسکے افعال میں۔

اور اللہ ہی سے میرا سوال ہے کہ وہ اس رسالہ سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اورانہیں ایک عقیدے اور ایک راستے پر یعنی کتاب وسنت کے عقیدے پر، اور نبی ﷺ کے طریقے اور سنت پر جمع کردے۔ اور اللہ قصد کے پیچھے ہے، اور وہی ہمارے لئے کافی ہے،اور بہترین کارساز ہے۔

وآخردعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وصلى الله على نبينا محمد۔

فہرست مصادر ومراجع

(۱) آداب الشافعی ومناقبہ: ابن ابی حاتم، تحقیق: عبدالغنی عبدالخالق، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) الابانہ عن اصول الدیانہ: ابوالحسن اشعری، د/فوقیہ حسین، طبع اول ۱۳۹۷ھ، دارالانصار، قاہرہ۔

(۳) البنایہ فی شرح الہدایہ: ابومحمد محمود عینی، طبع دارالفکرالادبی ۱۴۰۱ھ بیروت۔

(۴) اجتماع الجیوش الاسلامیہ: ابن القیم، طبع دارالکتب العلیمہ، ایک اور طبع الفرزدق، الریاض۔

(۵) الاسماءوالصفات: البیہقی، طبع داراحیاءالتراث العربی۔

(۶) الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد: البیہقی، تحقیق: احمد عاصم الکاتب، طبع دارالآفاق الجدیدہ، بیروت ۱۴۰۱ھ۔

(۷) اتحاف السادۃ المسلمین: زبیدی، طبع دارالفکر، بیروت

(۸) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء، ابن عبدالبر، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۹) الایمان: شیخ الاسلام، طبع دارالطباعۃ المحمدیہ، تحقیق: محمد الہراس۔

(۱۰) التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید: حافظ ابن عبدالبر، تحقیق مصطفیٰ علوی ودیگراں، وزارۃ الاوقاف الاسلامیہ۔المملکۃ المغربیہ۔

(۱۱) التوسل والوسیلہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: ربیع بن ہادی، طبع مکتبہ لینہ مصر، ایک اور طبع: دار الکتاب العربی، تحقیق: عماد الدین حیدر، ۱۴۰۵ھ (طبع اول)۔

(۱۲) السنہ: عبداللہ بن احمد، تحقیق: د/ سعید قحطانی، طبع دار ابن القیم، دمام ۱۴۰۶ھ، ایک اور طبع، تحقیق: ابو ہاجر محمد سعید بسیونی زغلول، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔

(۱۳) السنہ: ابن ابی عاصم، طبع المکتب الاسلامی، بیروت، طبع اول۔

(۱۴) السنن الکبری: امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی، طبع دار الفکر، بیروت۔

(۱۵) الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ: طبع دار نہضۃ لبنان للطباعۃ والنشر، بیروت۔

(۱۶) الرسالہ: امام محمد بن ادریس شافعی، تحقیق: احمد محمد شاکر، طبع الحلبی۔

(۱۷) الدر المختار مع حاشیۃ رد المختار: محمد امین، مشہور بابن عابدین، طبع البابی الحلبی

(۱۸) الدرر الجہمیہ والزنادقہ: امام احمد بن حنبل: تحقیق: د/ عبدالرحمٰن عمیرہ، طبع دوم ۱۴۰۲ھ۔

(۱۹) تاریخ بغداد: خطیب بغدادی، طبع دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ایک اور طبع، دار الکتب العلمیہ، دار اللواء، الریاض۔

(۲۰) تقریب التہذیب: ابن حجر، طبع دار المعرفہ، بیروت، لبنان

۱۳۹۵ھ۔
(۲۱) تہذیب الاسماء واللغات: نووی، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
(۲۲) تاریخ الالحاد فی الاسلام: عبدالرحمٰن بدوی، مکتبہ النہضہ، قاہرہ۔
(۲۳) ترتیب المدارک وتقرب المسالک: قاضی عیاض، طبع وزارۃ الاوقاف، المغرب، ایک دوسری طبع، مکتبہ الحیاۃ، بیروت۔
(۲۴) تذکرۃ الحفاظ: ذہبی، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔
(۲۵) تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر عسقلانی، طبع دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد، ہندوستان۔
(۲۶) جامع بیان العلم وفضلہ: حافظ ابن عبدالبر، طبع دارالکتب الاسلامیہ، طبع دوم، ایک اور طبع المکتبہ العلمیہ، مدینہ منورہ۔
(۲۷) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، طبع دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان ۱۳۸۷ھ۔
(۲۸) درء تعارض العقل والنقل: تحقیق محمد رشاد سالم، طبع جامعۃ الامام بن سعود الاسلامیہ، طبع اول ۱۴۰۲ھ۔
(۲۹) ذم الکلام: ہروی، مخطوط۔
(۳۰) سنن ابی داود: امام حافظ ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، طبع دار الحدیث، سوریا۔
(۳۱) سنن النسائی: امام احمد بن علی بن شعیب النسائی، طبع دار

البشائر، بیروت ۱۴۰۶ھ۔
(۳۲) سنن الترمذی: امام محمد بن عیسی ترمذی، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ مصر، طبع دوم ۱۳۹۸ھ۔
(۳۳) سیر اعلام النبلاء: ذہبی، تحقیق: شعیب ارناؤط مع دیگران، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۲ھ۔
(۳۴) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب: عبدالحی بن عمار حنبلی، طبع دار السیرہ، بیروت۔
(۳۵) شرح الفقہ الاکبر: قاری، طبع دار الکتب العلمیہ۔
(۳۶) شرح الوصیہ: ملاحسن بن الاسکندر، طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، ہندوستان۔
(۳۷) شرح السنہ: امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، تحقیق وتخریج احادیث: شعیب ارناؤط، المکتب الاسلامی، طبع اول ۱۳۹۰ھ۔
(۳۸) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسین طبری لالکائی، تحقیق: د/ احمد سعد حمدان، دار طیبہ للنشر والتوزیع، الریاض۔
(۳۹) شرف اصحاب الحدیث ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی، تحقیق: محمد سعید الخطیب اوغلی، طبع دار احیاء السنۃ النبویۃ۔
(۴۰) شرح العقیدۃ الطحاویہ: علی بن ابی العز، حنفی، طبع دار البیان، ایک دوسری طبع مع تحقیق البانی، المکتب الاسلامی، بیروت۔

(۴۱) الشریعہ: امام ابو بکر محمد بن حسین آجری، تحقیق: محمد حامد فقی، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۴۰۳ھ۔

(۴۲) صحیح البخاری: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری مع فتح الباری، جسکی کتب، ابواب اور احادیث کی ترقیم محمد فؤاد عبدالباقی نے کی ہے، اور اس کے اخراج وتصحیح کا کام اور طباعت کی نگرانی محبّ الدین الخطیب، المکتبہ السّلفیہ، نے کی ہے۔

(۴۳) صحیح مسلم: امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیسا پوری، نشر وتقسیم رئاسۃ ادارات البحوث العلمیہ والافتاء، ریاض ۱۴۰۰ھ۔

(۴۴) صفۃ العلو: ابن قدامہ، طبع مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ایک اور طبع، تحقیق بدر البدر، الکویت۔

(۴۵) طبقات الحنابلہ: قاضی ابوالحسین محمد بن ابی لیلی، طبع دار المعرفہ، بیروت۔

(۴۶) طبقات الفقہاء: ابو اسحاق شیرازی شافعی، طبع دار الرائد العربی، بیروت، طبع دوم ۱۴۰۱ھ۔

(۴۷) عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث: ابوعثمان اسماعیل صابونی، مطبوعہ ضمن مجموعۃ الرسائل المنیریہ، ایک دوسری طبع، تحقیق: بدر البدر، الدار السّلفیہ، کویت

(۴۸) العلو: ذہبی، طبع المکتبہ السّلفیہ، مدینہ ۱۳۸۸ھ۔

(۴۹) الفقہ الاکبر مع شرح قاری، طبع دائرۃ الکتب العلمیہ۔

(۵۰) الفقہ الابسط: تحقیق: محمد زاہد کوثری، طبع مطبعۃ الانوار، قاہرہ۔

(۵۱) قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر: محمد صدیق خان، تحقیق: د/ عاصم بن عبداللہ قریوطی، طبع شرکۃ الشرق الاسط، عمان، اردن۔

(۵۲) قلائد عقود العقیان: ابو القاسم عبدالعلیم بن عثمان الیمنی، مخطوطہ مکتبہ مرکزیہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ۔

(۵۳) لسان العرب: ابن منظور، طبع دار صادر بیروت۔

(۵۴) لسان المیزان: حافظ ابن حجر عسقلانی، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، طبع دوم ۱۳۹۰ھ۔

(۵۵) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: جمع وترتیب عبدالرحمٰن بن قاسم، طبع مؤسسۃ الرسالہ۔

(۵۶) مسائل الامام احمد: ابوداود سجستانی، طبع دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، بیروت۔

(۵۷) المستدرک علی الصحیحین: حاکم، طبع مکتبہ ابن العربی، لبنان۔

(۵۸) مسند امام احمد بن حنبل، طبع المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر۔

(۵۹) مناقب ابی حنیفہ: امام احمد مکی، طبع دار الکتاب العربی۔

(۶۰) مناقب الشافعی: بیہقی، تحقیق: سید احمد صقر، طبع اول ۱۳۹۱ھ، دار التراث مصر۔

(٦١) منہاج السنۃ النبویۃ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: د/ محمد رشاد سالم ١٤٠٦ھ، طبع جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، دوسری طبع مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔

(٦٢) النور اللامع والبرہان الساطع: ناصری، مخطوط مکتبہ سلیمانیہ، ترکی، نمبر ٣٧٩٢۔

فہرست موضوعات

موضوع

صفحہ

نوٹ: طبع کرنے سے پہلے صفحہ نمبر اضافہ ودرست کرنا ضروری ہے